پانی کا استعمال اور صفائی کی اہمیت
قرآن و حدیث کی روشنی میں

پانی کا استعمال اور صفائی کی اہمیت
قرآن وحدیث کی روشنی میں

مفتی **ڈاکٹر حافظ ابرار اللہ** (صدر مدرس، جامعہ شیخ آباد مدرسہ پشاور)
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیات، آزاد جموں وکشمیر یونیورسٹی، مظفر آباد

شیخ الحدیث مفتی **احسان الحق**
(خطیب مسجد چوک یادگار پیپل منڈی پشاور)

شیخ الحدیث **عبدالستار مروت**
(صدر آئمہ کرام گلبہار پشاور وخطیب مدنی مسجد اجازت گلبہار پشاور)

WSSP
WATER AND SANITATION SERVICES PESHAWAR
Clean Healthier Peshawar

unicef
for every child

حکومت خیبر پختونخوا

واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز پشاور

wsspofficalpage wsspoffical WSSP Peshawar

Address: LCB Building Phase-7,Hayatabad, Peshawar
Tel:+92-91-9219098 I Fax: +92-91-9219097 I 24/7 Help Line: 1334
info@wssp.gkp.pk I www.wsspeshawar.org.pk

واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز پشاور (ڈبلیو ایس ایس پی) نے یہ کتاب یونیسف کے مالی تعاون سے لوگوں بالخصوص نوجوانوں اور طلبہ میں قرآن و احادیث کی روشنی میں پانی و صفائی کی اہمیت بارے شعور پیدا کرنے اور انہیں اس حوالے سے اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے کے لئے تیار کی ہے۔کتاب میں شامل مضامین دینی سکالرز نے ڈبلیو ایس ایس پی کی درخواست پر لکھے ہیں جس میں سکالرز نے صفائی، پانی کے استعمال اور ماحول کو صاف رکھنے میں شہریوں کے کردار کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بیان کیا ہے۔ بہتری کی گنجائش ہر جگہ موجود ہوتی ہے کوشش کی گئی ہے کہ کتاب میں کوئی غلطی نہ رہے اس مقصد کے لئے مضامین کا شیخ الحدیث احسان الحق حقانی، ناظم تعلیمات جامعہ اسلامیہ دارالعلوم سرحد پشاور اور شعبہ اسلامیات شہید بے نظیر بھٹو ویمن یونیورسٹی پشاور نے جائزہ لیا ہے اور تحریری طور اسے سند قبولیت بخشی ہے تاہم پھر بھی اگر کہیں کوئی غلطی نظر آئے تو اسے ادارہ کے علم میں لائیں۔امید ہے کہ لوگ خصوصاً نوجوان اور طلبہ اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے اسلامی تعلیمات اور قرآن و حدیث کی روشنی میں پانی کے تحفظ، صفائی اور ماحول کو آلودہ ہونے سے بچانے کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔یہ کتاب خطیبوں اور نوجوانوں و طلبہ میں اس امید کے ساتھ تقسیم کی جائے گی کہ وہ نہ صرف خود اس سے استفادہ کریں گے بلکہ اپنے اپنے فلیٹ فارم سے لوگوں کو بھی پانی کا تحفظ اور ماحول کی صفائی یقینی بنانے میں کردار ادا کرنے کا پیغام پہنچائیں گے۔

انتظامیہ، ڈبلیو ایس ایس پی

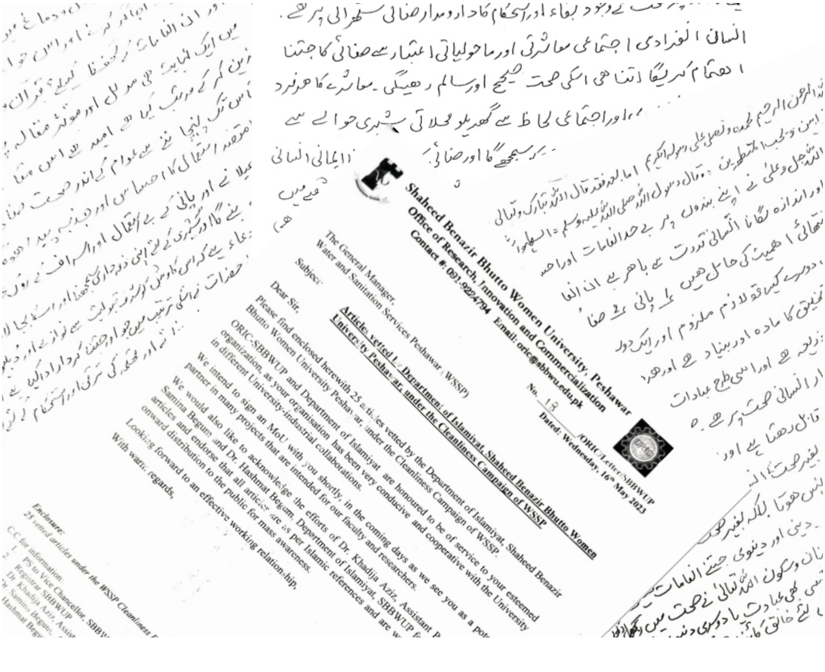

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	پانی اور صحت وصفائی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں	1
2	جسمانی صحت وصفائی کی اہمیت قرآن وسنت کی روشنی میں	5
3	راستوں کی صفائی اسلام کی روشنی میں	10
4	صفائی کا فریضہ بحیثیت ذمہ دار شہری	14
5	ماحولیاتی صفائی کی ضرورت واہمیت دین اسلام کی روشنی میں	18
6	ماحولیاتی صفائی کی انسانی زندگی پر مثبت اثرات اور اس کے فوائد	22
7	اسلامی ریاست اور صفائی ستھرائی کا فریضہ	26
8	اسلام میں طہارت ونظافت اور صفائی کارندوں کی اہمیت	32
9	سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ماحولیاتی آلودگی کا تدارک	36
10	صحت مند معاشرے کی تشکیل میں مسلمانوں کا کردار	40
11	بچوں میں صفائی اور منظم ہونے کی عادتیں	44
12	پانی کی ضرورت واہمیت اسلامی تناظر میں	49
13	وضو اور غسل میں پانی کے استعمال کے حوالے سے اسلامی احکامات	54
14	پانی کا استعمال اور اسراف اسلامی نقطہ نظر میں	59
15	بل کی عدم ادائیگی ایک مستقل گناہ دین اسلام کی روشنی میں	62
16	صاف پانی نعمت خداوندی ہے قرآن وحدیث کی روشنی میں	67
17	اسلام کی روشنی میں گھر اور محلے کی صفائی کے حوالے سے مسلمانوں کی ذمہ داریاں	71
18	محلے میں گندگی پھیلانے پر اسلامی وعیدیں	74
19	شرعی نقطہ نظر سے نالیوں میں گند ڈالنے کے احکامات	77
20	صفائی ستھرائی سے لاپرواہی کے نقصانات دین اسلام کے تناظر میں	80
21	صفائی اہلکاروں کے ساتھ برتاؤ شریعت مطہرہ کی روشنی میں	83
22	معاشرتی ترقی میں صفائی ستھرائی کا کردار اسلامی تناظر میں	87
23	عیدین کے مواقع پر صفائی کی اہمیت کا جائزہ	91
24	عید الضحیٰ میں قربانی کی آلائشیں اور باقیات کی تلفی کے حوالے سے اسلامی احکامات	96
25	ادارہ جاتی صفائی کا تجزیاتی مطالعہ	100

پانی اور صحت وصفائی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

صحت اور صفائی ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم چیزیں ہیں جبکہ پانی کے بغیر نہ صرف صحت وصفائی متاثر ہوتی ہیں بلکہ زمین پر کسی جاندار کا رہنا ناممکن ہو جاتا ہے یہ تینوں ایسی چیزیں ہیں، جو روئے زمین پر زندگی گزارنے کے لئے انتہائی ضروری ہیں تاریخ کے صفحات مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دین شریعت سے پہلے صحت وصفائی اور پانی کی کیا حیثیت تھی، یہاں تک کہ پینے کے لئے بھی نجس پانی استعمال ہوتا، جو کہ جسم میں مختلف بیماریوں کی صورت میں نمودار ہوتا تھا۔

ڈبلیو ایس ایس پی پانی اور صحت وصفائی کو مدنظر رکھتے ہوئے بوسیدہ پائپوں کو ختم کرکے نئے پائپ نصب کرتی ہے، تاکہ لوگوں کو پینے کا صاف پانی ملے اور بیماریوں سے محفوظ رہے، ڈبلیو ایس ایس پی عوام میں پانی اور صفائی کے لئے بھی آگاہی پھیلاتی ہے، پھر جہاں تک صحت وصفائی کا تعلق ہے، تو دین شریعت سے پہلے صفائی کے لئے بھی نہانا معیوب سمجھا جاتا تھا، ناخن ترشوانا ایک بے کار عمل سمجھا جاتا، صحت وصفائی کے لوازمات بے حقیقت تھے، حالانکہ دین اسلام صفائی ستھرائی کا درس دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

عن ابی ھریرۃ، ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم، قال: " **إذا استيقظ احدكم من نومه، فلا يغمس يده في الإناء حتى يغسلها ثلاثا، فإنه لا يدري اين باتت يده؟ (مسلم 643)**

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی تم میں سے سو کر اٹھے تو اپنا ہاتھ برتن میں نہ ڈالے، جب تک اس کو تین بار نہ دھولے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اس کا ہاتھ کہاں رہا تھا۔

اسی طرح ارشاد ربانی ہے

لَّا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَؕ (الواقعه 79)

ترجمہ: اسے پاک لوگ ہی چھوتے ہیں۔

قرآن مجید کو صرف پاک لوگ ہی چھو سکتے ہیں، جو کہ ظاہری طور پر بھی پاک ہو، اور باطنی طور پر بھی پاک ہو۔ ابتدائی زمانہ اسلام میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو صفائی کی تاکید فرمائی تھی، ارشاد ربانی ہے

وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ، وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر 4،5)

ترجمہ: اور اپنے کپڑے پاک رکھو، اور گندگی سے دور رہو۔

اس آیت کی ایک معنی یہ ہے کہ اے حبیب ﷺ، آپ اپنے کپڑے ہر طرح کی نجاست سے پاک رکھیں کیونکہ نماز کیلئے طہارت ضروری ہے اور نماز کے علاوہ اور حالتوں میں بھی کپڑے پاک رکھنا بہتر ہے۔ دوسری معنی یہ ہے کہ آپ کے کپڑے عربوں کی عادت کے مطابق زیادہ لمبے نہ ہوں کیونکہ بہت زیادہ لمبے ہونے کی وجہ سے چلنے پھرنے کے دوران کپڑے نجس ہونے کا اِحتمال رہتا ہے۔

اسی طرح پانی کے استعمال میں اسراف کرنا اور بغیر کسی ضرورت کے بہانا منع ہے، پانی کا ایک قطرہ ہماری زندگی میں ہماری روزمرہ کی صحت وصفائی کے لئے کتنا ضروری ہے، اس کا احساس ہمیں نہیں ہے حوض اور تالاب کا پانی صاف رکھنا از حد ضروری ہے کیونکہ یہ عوام الناس کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے مستعمل پانی اگر چہ پاک رہتا ہے مگر گندا تو ضرور ہو جاتا ہے نہانے کی ضرورت ہو تو الگ ہو کر نہانا چاہیے لوگ اس میں اگر پیشاب کرنا شروع کر دیں تو یقیناً ناپاک ہو جائے گا، جو صحت کے نقصان کے ساتھ ساتھ ماحول کی گندگی کا بھی باعث ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَلَا يَغْتَسِلُ فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ (جامع ترمذی 68)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ

کرے، اور نہ ہی اس میں جنابت کا غسل کرے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ یہ ہدایات اس دور میں جاری ہوئیں کہ جب سارا عرب بنجر اور بے آب وگیاہ تھا، پانی کی قلت تھی، کوئی سہولت میسر نہ تھی ایسے شدید حالات میں اگر پاکیزگی اور صحت وصفائی کی ہدایات نظرانداز ہوجاتیں، تو کوئی تعجب نہیں تھا، لیکن دین اسلام نے ایسا نہیں کیا، پانی کی شدید کمی کے باوجود دین اسلام نے صحت وصفائی کے لئے صاف پانی سے غسل کا درس دیا۔ جبکہ ہمارے ہاں سہولتوں کی کوئی کمی نہیں ہے، اللہ کا احسان عظیم ہے، اس طرح ڈبلیو ایس ایس پی جو صاف پانی اور صحت وصفائی کے لئے اپنے چاق و چوبند عملے کے ساتھ، پانی کی سپلائی، کوڑا کرکٹ اُٹھانا، گلیوں، سڑکوں کو صاف رکھنے میں ہماری خدمت کے لئے کوشاں رہتی ہے۔

روایت مسلم میں ایمان کی اعلیٰ شاخ کلمہ طیبہ لاالہ الا اللہ اور ادنیٰ شاخ اماطۃ الاذی عن الطریق بتلائی گئی ہے اس میں تعلق باللہ اور خدمت خلق کا ایک لطیف اشارہ ہے گویا دونوں لازم وملزوم ہیں تب ایمان کامل حاصل ہوتا ہے خدمت خلق میں راستوں کی صفائی وسڑکوں کی درستگی کو لفظ ادنیٰ سے تعبیر کیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ خدمت خلق کا مضمون بہت ہی وسیع ہے یہ تو ایک معمولی کام ہے جس پر اشارہ کیا گیا ہے ایمان باللہ، اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سے شروع ہو کر اس کی مخلوق پر رحم کرنے اور مخلوق کی ہر ممکن خدمت کرنے پر جا کر ختم ہوتا ہے۔

اسی طرح بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لائف بوائے صابن اور کولگیٹ میں سور کی چربی آتی ہے جو ہم صحت وصفائی کے لئے استعمال کرتے ہیں تو اس استعمال کے سلسلہ میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ تو جب تک یقینی طور پر پتہ نہ چل جائے اس وقت تک ان دونوں چیزوں کو استعمال کر سکتے ہیں، محض افواہوں سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ (فتاوی دینیہ، ج5)

مثال کے طور پر جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ آسمان سے جو پانی نازل کرتے ہیں، وہ ذات اس پانی کو روک بھی سکتے ہیں، یا اس پانی کو گندا کردیں، جو پینے اور صفائی کے قابل ہی نہ رہے، یا یہ پانی

جس طرح آکسیجن اور ہائیڈروجن کا مرکب ہے، اسے گیس میں تبدیل کر دیں، تو پھر صحت کے لئے بھی نقصان دہ بن جائے، یا ایک صورت ایسی بنا دیں کہ زمین کی اتنی گہرائی میں یہ پانی چلا جائے کہ ہم زمین سے ہی نہ نکال سکیں، یا اللہ تبارک وتعالیٰ اس پانی کو سخت نمکین بنا دیں جو پینے کی قابل ہی نہ رہے، تو پھر دنیا کی کوئی ٹیکنالوجی بھی نہ اس کی کیفیت اور حالت بدل سکے گی، نہ اس کو صاف کر سکے گی کہ ہم اس کو پی سکے، اس لئے اس پانی کی قدر کرنی چاہئے۔

اسی طرح صحت و صفائی کے لئے صابن اور شیمپو وغیرہ کا استعمال کرنا چاہئے، بشرطیکہ ان چیزوں میں کسی ایسی اشیاء کا استعمال نہ ہوا ہو، جو حرام ہو، اگر چہ حالت احرام میں بالوں کی صفائی کا شیمپو عموماً خوشبو دار ہوتا ہے؛ لہٰذا اس کو لگا کر سر دھونے سے دم واجب ہوگا۔ (مناسک ملا علی قاری) بالوں کو نرم کرنے کے لئے حلق کرتے وقت جو کریم لگائی جاتی ہے اگر اس میں خوشبو غالب ہو تو اس کو پورے سر پر لگانے کی صورت میں امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک محرم پر دم واجب ہوگا۔ (فتح القدیر، بیروت)

بائیں ہاتھ سے کھانا اور پانی پینا بہت سخت گناہ ہے نظافت اور صفائی اور اچھی صحت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ کھانے اور پانی پینے کے لیے صرف دایاں ہاتھ ہی استعمال کیا جائے کیونکہ استنجا وغیرہ کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے تو جس ہاتھ سے انسان اپنی گندگی صاف کرتا ہے اس ہاتھ سے کھانا پینا کتنا معیوب ہوگا، ان افعال سے اجتناب کرنا چاہئے اور ایسی پاکیزہ عادات والتزام کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ شرعی آداب کا حامل نیک اور صالح معاشرہ تشکیل پا سکے۔

جسمانی صحت و صفائی کی اہمیت قرآن و سنت کی روشنی میں

ہمارے جسم کی خوبصورتی اور تندرستی کا دار و مدار ایک شاندار مثیت پر ہے۔ یعنی اگر صحت و صفائی کا خیال رکھا جائے تو تندرست روح، دماغ تندرست، جسم تندرست اگر یہ تینوں موجود ہوں تو جسم میں فرحت اور تازگی کی کمی نہیں ہوگی۔ دراز قد، شاداب چہرہ اور صحت مند جسم کا زیادہ تعلق عموماً چست جگر اور اچھے ہاضمے سے ہوتا ہے۔ تاہم اچھی صحت کا دار و مدار کئی چیزوں پر ہے۔ سب سے پہلے اچھا کھانا تندرستی اور صحت کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اچھے کھانے اور خوراک میں ازل سے ماہرین صحت اس بات پر متفق ہیں کہ جس قدر قدرتی غذا جسم کو تندرست رکھنے میں مدد دیتی ہے اس طرح کوئی بھی دیگر غذائی اجزاء اتنی مدد نہیں دیتے۔ اس قدرتی خوراک میں پھل، سبزیاں، پروٹین، مچھلی اور دیگر ضروری کاربوہائیڈریٹس کے استعمال سے بہتر طور پر صحت کی دولت سے لطف اندوز ہوا جا سکتا ہے۔ اچھی غذا کے بعد اچھی صحت کے لئے دماغی اور جسمانی ورزش ضروری ہوتی ہے۔ روزانہ صحت مند ہوا خوری کے ساتھ آدھا گھنٹہ چہل قدمی اور ورزش تندرستی کے لئے از حد ضروری ہے۔ (ماہنامہ نقوش)

ڈبلیو ایس ایس پی صحت و صفائی کے حوالے سے جو اقدامات کرتی ہے، وہ جسمانی صحت کے لئے بھی مفید ہوتے ہیں، اگر ہم موازنہ کریں، کہ نالیوں میں گند پڑا ہو، مختلف امراض کے شکار لوگوں کی استعمال شدہ اشیاء کو ڈبلیو ایس ایس پی تلف نہ کریں، تو اس کا اثر سب سے پہلے ہمارے جسم پر ہی ہوگا،

ہر صاحب ذوق شخص اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ امیری ہو یا فقیری ہر حال میں صفائی ستھرائی انسان کے وقار و شرف کی آئینہ دار ہے جبکہ گندگی انسان کی عزت و عظمت کی بدترین دشمن ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی ہماری بہتر صفائی ستھرائی کے لئے ایک آئینہ ہے جسے ہم دیکھ کر اپنی جسمانی صفائی ستھرائی کا خیال بھی رکھتے ہیں، دین اسلام نے جہاں انسان کو کفر و شرک کی نجاستوں سے پاک کر کے عزت و رفعت عطا کی وہیں ظاہری طہارت، صفائی ستھرائی اور پاکیزگی کی اعلیٰ تعلیمات کے ذریعے انسانیت کا وقار بلند کیا، بدن کی پاکیزگی ہو یا لباس کی ستھرائی، ظاہری ہیئت کی عمدگی ہو یا طور طریقے کی

اچھائی، مکان اور ساز و سامان کی بہتری ہو یا سواری کی دھلائی الغرض ہر ہر چیز کو صاف ستھرا اور جاذبِ نظر رکھنے کی دین اسلام میں تعلیم اور ترغیب دی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

”اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ“ (البقرہ:۲۲۲)

ترجمہ: بیشک اللہ بہت توبہ کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے اور خوب صاف ستھرے رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ”پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (مسلم 223)

اسی طرح سب سے پہلے دانتوں کی صفائی طبی اعتبار سے بھی انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اور اس سے غفلت بہت سارے امراض کا سبب بھی بنتی ہے اور آج کے جدید ماحول نے بھی اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ ذرا سی تکلیف پر بڑے بڑے ڈاکٹروں سے رجوع کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ ٹوتھ برش اور ٹوتھ پیسٹوں کے اشتہارات سے بھرے ہوئے ہیں۔ جب کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت پہلے اس پر زور دیا ہے اور مسواک کو استعمال کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: کہ مسواک منہ کی صفائی و پاکیزگی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب ہے۔ (مشکوٰۃ، کتاب الطہارۃ، باب السواک الفصل الثانی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کرنے کے فوراً بعد اس کو دھولیا کرتے تھے اور پنج وقتہ نمازوں کے وضو میں مسواک فرماتے تھے، نیز رات میں جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاگتے اس سے شغل فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک سے بہت زیادہ شغف تھا۔ حتیٰ کہ اپنے مرض وفات میں بھی اس کو استعمال فرمایا۔

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو (نماز تہجد کے لیے) بیدار ہوتے، تو اپنے منہ کو مسواک سے خوب صاف فرماتے۔ (متفق علیہ)

علمائے کرام نے احادیث نبویہ کی روشنی ہی میں مسواک کی لکڑی کے سلسلے میں وضاحت کی ہے کہ پیلو یا زیتون کی لکڑی زیادہ بہتر ہے۔ مشہور درخت نیم کی ٹہنیاں بھی مسواک کیلئے مناسب سمجھی گئی ہیں۔ان درختوں کی مسواکیں جراثیم کش ہیں جن سے دانتوں کی صفائی کے ساتھ ان میں مضبوطی بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

ناخنوں کا بڑھا ہوا ہونا گنوار پن بلکہ بہیمانہ علامت سمجھا جاتا ہے۔اور پھر بڑھے ہوئے ناخنوں میں میل وغیرہ جم جانے کے بعد ایسے ہاتھوں سے کچھ کھانے پینے میں غذا کے ساتھ گندگی کے اندر جانے کا بھی امکان رہتا ہے۔نیز اس میں میل کے سڑ جانے کی صورت میں انفکشن کا بھی خطرہ رہتا ہے۔جب ہم اس معاملہ میں حضور اکرمؐ کی ہدایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپؐ نے اس پر بھی خاص توجہ فرمائی تھی۔

عن ابي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" خمس من الفطرة: قص الشارب ونتف الإبط وتقليم الاظفار والاستحداد والختان (الترمذی)

ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں: مونچھ کترنا، بغل کے بال اکھیڑنا، ناخن تراشنا، زیر ناف کے بال صاف کرنا، اور ختنہ کرنا۔

اس حدیث مبارکہ کی روشنی میں اگر جائزہ لیا جائے تو یہ پانچوں چیزیں ایسی ہیں، اگر ایک انسان اس کی صفائی نہیں کرتا، تو معاشرتی طور پر بھی اس کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی، بلکہ طبعی طور دوسرے انسان اُس سے نفرت کرنے لگتے ہیں ۔اسلامی فقہ میں سب سے پہلے طہارت کا باب پڑھایا جاتا ہے۔کیونکہ طہارت نماز کی کنجی ہے۔اور نماز جنت کی کنجی ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان لوگوں کی متعدد مقامات پر تعریف کی ہے جو صفائی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔اس صفائی کی وجہ سے اللہ ان سے محبت بھی کرتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے

لَمَسجِدٌ أُسِّسَ عَلَى التَّقوىٰ مِن أَوَّلِ يَومٍ أَحَقُّ أَن تَقومَ فيهِ فيهِ رِجالٌ يُحِبّونَ أَن يَتَطَهَّروا وَاللَّهُ يُحِبُّ المُطَّهِّرينَ (التوبه 108)

ترجمہ: جو مسجد اول روز سے تقویٰ پر قائم کی گئی تھی ، وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں عبادت کرو۔اس میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جو پاک صاف رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ طہارت اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر سڑکوں کی صفائی کا بھی حکم دیا ہے۔اور اس بات سے سختی سے منع کیا ہے کہ لوگ راستوں اور دیواروں کے سایہ میں پیشاب یا پاخانہ کریں۔

حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے

اِتَّقُوا اللَّعَّانَيْنِ، قَالُوا: وَمَااللَّعَّانَانِ يَا رَسُول اللَّه؟ قَالَ : الَّذِي يَتَخَلَّى فِي طَرِيق النَّاس أَوْ فِي ظِلّهمْ(مسلم)

ترجمہ: دونوں قابل لعنت چیزوں سے بچو، پیشاب پاخانے سے اور اس شخص سے جو لوگوں کے راستے یا سایے میں پیشاب پاخانہ کرتا ہو۔

ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ عوامی آگاہی پرچے تقسیم کرتا ہے تا کہ غیر ضروری جگہوں پر گند نہ پھینکا جائے، جس سے بڑا نقصان انسان کو اُن کی صحت کا ہوتا ہے۔

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، " أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا ذَهَبَ الْمَذْهَبَ أَبْعَدَ (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضائے حاجت (یعنی پیشاب) کے لیے جاتے تو دُور تشریف لے جاتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "

اسْتَنْثِرُوا مَرَّتَيْنِ بَالِغَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا (ابو داؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ناک میں پانی ڈال کر اسے دو یا تین بار اچھی طرح سے جھاڑو۔

جسمانی صحت وصفائی کا خیال رکھتے ہوئے ہمارے لئے لازم ہے، کہ گلیوں، سڑکوں میں پیشاب نہ کریں، اسی طرح ہر بیماری کا سبب گندگی ہی ہوتی ہے، اس لئے چاہئے اپنے جسمانی صفائی کا خوب خیال رکھیں، اگر ہم اس صفائی کا خیال نہیں رکھیں گے تو نہ صرف معاشرے میں گندگی ہوگی، بلکہ ہمارے اجسام متاثر ہو کر مختلف بیماریوں کا سامنا کرنا پڑیگا، جس میں بعض بیماریاں جسم انسانی کے لئے جان لیوا بھی ثابت ہوسکتی ہیں۔

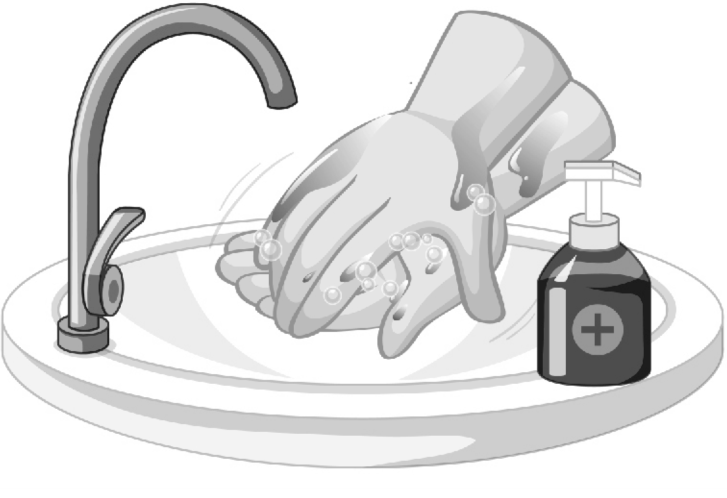

راستوں کی صفائی اسلام کی روشنی میں

راستہ انسان کو منزل مقصود تک پہنچانے کا ذریعہ ہے، خواہ یہ منزل دنیوی ہو یا اخروی، سورہ فاتحہ میں بھی سیدھے راستے کو انسان کی آرزو بنا دیا گیا ہے جو اسے اس کے رب تک پہنچانے والا ہے، راستہ کی اس غیر معمولی اہمیت کی وجہ سے یہ ہمیشہ ہی انسان کے لیے مرکز توجہ رہا ہے اور انسان کے ساتھ ساتھ اس نے بھی کافی ترقی کر لی ہے یہاں تک کہ معاملہ، گلیوں اور کوچوں سے بڑھ کر شاہراہوں، ہائیویز اور موٹرویز تک جا پہنچا اور فضا کی لامحدود وسعتوں میں بھی اس نے اپنے قدم جما لیے ہیں جس پر ہزاروں طیارے دن رات دندناتے پھرتے ہیں۔ راستہ کی اہمیت کا یہ شعور جو انسانوں میں اب عام ہوا ہے، اسلام نے اس کی جانب بہت پہلے توجہ دلائی؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کم از کم چوڑائی سات ہاتھ یعنی دس فٹ ذکر فرمائی ہے۔ راستہ کی چوڑائی کم از کم سات ہاتھ رکھو۔ (ترمذی ۱۳۵۵)

اسلام نے حقوق وواجبات کی فہرست میں راستہ کے حق کا اضافہ کیا اور اس بات کو یقینی بنانے کا حکم دیا کہ راستہ مسافروں کے لیے مامون ومحفوظ ہو اور انھیں دوران سفر کسی پریشانی کا سامنا کرنا نہ پڑے، اس کے لیے کسی بھی تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا بھی ایک عبادت بنا دیا گیا؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ایمان کے بہت سے شعبے ہیں ان میں پہلا کلمہ یعنی لا الہ الا اللہ اور آخری راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ انسان کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے اور راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ (بخاری ومسلم)

ڈبلیو ایس ایس پی راستوں کی صفائی بھی بہترین طریقے سے انجام دے رہی ہے، صبح سویرے انسان گھر سے نکلتا ہے اور ان راستوں کو صاف ستھرا پاتا ہے تو یہ ڈبلیو ایس ایس پی کے عملے کی خدمات کی وجہ سے ہے، ورنہ جہاں ڈبلیو ایس ایس پی جیسا عملہ نہیں ہوتا، وہاں راستوں میں گندگی کے ڈھیر لگے ہوتے ہیں۔ راستہ سے تکلیف دہ وناپسندیدہ چیزوں کا ہٹانا کوئی عام سا صدقہ نہیں بلکہ یہ اتنا بڑا

عمل خیر ہے جو انسان کی مغفرت کے لیے کافی بھی ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

راستہ چلتے ہوئے ایک شخص کو کانٹوں بھری ٹہنی نظر آئی تو اس نے اسے راستہ سے ہٹا دیا، اس پر اللہ نے اس کی مغفرت فرمادی۔(بخاری ومسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص صرف اس بنیاد پر جنت میں چلا گیا کہ اس نے راستہ میں موجود درخت کو کاٹ کر ہٹا دیا تھا جس سے لوگوں کو دشواری ہوتی تھی۔(مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے کوئی اچھا کام نہیں کیا سوائے اس کے کہ کانٹوں بھری ٹہنی کو ہٹایا جو راستے پر تھی، یا درخت پر تو اس عمل پر اللہ نے اسے جنت میں داخل کردیا۔(ابوداوٗد:۵۲۴۰

راستہ پر بیٹھنے سے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یہ تو ہماری مجلسیں ہیں جہاں ہم بات چیت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بیٹھنا ہی ہے تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے دریافت کیا راستہ کا حق کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر نیچی رکھو، کسی کو تکلیف مت پہنچاؤ، سلام کا جواب دو، اچھائی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔(بخاری:۵۵۱۸)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ایک بار گھر کے سامنے بیٹھ کر باتیں کررہے تھے کہ رسول اللہ تشریف لائے فرمایا تم لوگ راستہ پر کیوں بیٹھ جاتے ہو، اس سے بچو، ہم نے عرض کیا کہ ہم ایسے کام کے لیے بیٹھے ہیں جس میں کوئی حرج نہیں ہے، ہم تو آپس میں باتیں اور تبادلہ خیال کے لیے بیٹھے ہیں، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کرنا ہی ہے تو اس کا حق ادا کرو، وہ یہ ہے کہ نظر نیچی رکھو، سلام کا جواب دو اور اچھی بات کرو۔(مسلم:۵۶۱۰

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا: اے لوگو! جو محض زبان سے ایمان لائے اور یہ ایمان دل تک نہیں پہنچا، مسلمانوں کو

تکلیف مت دو، جو اپنے بھائی کی عزت کے درپے ہوگا تو اللہ اس کے درپے ہوگا اور اسے ذلیل کردے گا، خواہ وہ محفوظ جگہ چھپا ہوا ہو۔(جامع المسانید والمراسیل، رقم: ۲۷۶۹۳

اگرچہ ڈبلیو ایس ایس پی راستوں کی صفائی کی ہر ممکن کوشش کرتی ہے لیکن پھر راستہ کی حق تلفی کے بہت سے طریقے ہیں جن میں اہم راستہ میں کسی ایسی چیز کا ڈال دینا ہے جو گذرنے والوں کے لیے تکلیف کا سبب بنے جیسے کچرا، ٹوٹی ہوئی کانچ، یا پھر کیل اسی طرح راستہ پر ضرورت سے فارغ ہونا وغیرہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے لوگوں کو لعنتی قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو لعنت کرنے والوں (یعنی اپنے لیے لعنت کا سبب بننے والے دو کاموں) سے بچو، صحابہ نے دریافت کیا یہ دونوں کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو راستہ میں یا وہاں موجود سایہ میں ضرورت سے فارغ ہوتے ہیں۔(مسلم: ۵۷۱

راستہ کے ساتھ ہونے والی زیادتی میں ایک اہم زیادتی دکانداروں کا اپنی دکان روڈ تک بڑھا دینا ہے اس کی وجہ سے راستہ تنگ ہو جاتا ہے اور لوگوں کو آمد و رفت میں دشواری ہوتی ہے، معروف بزرگ شیخ ابو طالب المکی المتوفی ۳۸۶ھ جن کے افادات امام غزالیؒ نے اپنی کتاب احیاء علوم الدین میں نقل کیا ہے، انہوں نے بیان کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں ثقہ اور دیندار لوگ راستہ پر دھندہ کرنے والوں سے لین دین معیوب سمجھا کرتے تھے، امام غزالیؒ نے اپنی معروف کتاب احیاء علوم الدین میں "منکرات الشوارع" کے نام سے ایک مستقل فصل قائم کیا ہے اور اس میں تفصیل سے راستہ میں کی جانے والی ان تصرفات کا ذکر کیا ہے جس کی وجہ سے راستہ چلنے والے کو دشواری ہوتی ہے جیسے گھر کے سامنے ٹینٹ لگانا اور اس کا کھونٹا، سڑک پر گاڑنا، جانوروں کو روڈ پر باندھنا، پانی کی موری روڈ پر چھوڑنا، بالکونی، چھجا وغیرہ راستہ کی جانب نکالنا، انہوں نے ایسے تمام عمل کو مکروہ قرار دیا ہے۔

راستہ کے سلسلہ میں ہمارے معاشرہ میں ایک انتہائی غلط روایت چل پڑی ہے، وہ مکان کی تعمیر میں راستہ کا کچھ حصہ اس میں شامل کر لینا ہے اور اگر کوئی شریف النفس یہ نہ کرے جب بھی گھر کی

سیڑھی ہر حال میں راستہ پر بناتے ہیں، اور اس سلسلہ میں بعض اتنی فیاضی سے کام کر لیتے ہیں کہ تقریباً پانچ فٹ سے کم جگہ پر اکتفا نہیں کرتے، محلہ کی گلیاں عام طور پر 20 فٹ سے 25 فٹ چوڑی ہوتی ہیں، جب اس کے دونوں جانب کے مکیں آگے بڑھ آتے ہیں تو پھر راستہ 10 سے 15 فٹ ہی بچ جاتا ہے، اس پر مستزاد ایک بڑی تعداد اپنی گاڑیاں راستہ پر ہی ٹھہراتی ہے اس کی وجہ سے یہ گلیاں اس قدر تنگ ہو جاتی ہیں کہ وہاں سے کوئی چھوٹی گاڑی بھی مشکل سے گزرتی ہے، اور اگر دونوں جانب سے گاڑی آجائے تو پھر تو اچھا خاصا مسئلہ بن جاتا ہے اور کبھی کبھی تو وہاں کے مکینوں کو اس کی بھاری قیمت ادا کرنی پڑتی ہے، ہنگامی طبی صورتحال میں ایمبولنس کے پہنچنے سے پہلے ہی مریض دم توڑ دیتا ہے اسی طرح آگ لگنے کی صورت میں فائر بریگیڈ کی گاڑی مطلوبہ جگہ تک جلد نہیں پہنچ پاتی ہے جس کی وجہ سے ایک چھوٹا سا حادثہ بڑے حادثہ میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

راستہ کی زمین کا کوئی بھی حصہ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ مکان کی تعمیر میں شامل کرنا غصب کے ضمن میں آتا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے ایک بالشت زمین بھی کسی کی ہڑپ لی تو اللہ قیامت کے دن سات تہہ زمین اس کے گلے میں لٹکائے گا۔ (بخاری: ۱۳۲۸)
جس نے ناحق کسی کی زمین ہڑپ لی تو قیامت کے دن اسے اس کے ساتھ زمین کی سات تہہ تک دھنسا دیا جائے گا۔ (بخاری: ۲۴۱۱)

راستہ کی زمین کے ہڑپ کر لینے کا طریقہ اس قدر عام ہو چلا ہے کہ اس کی قباحت و شناعت بہت سے دیندار لوگوں کے ذہنوں سے بھی محو ہو چکی ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے مکانوں کی تعمیر کے دوران راستہ کی حرمت کا خیال نہیں رکھتے، اتنا ہی نہیں خالص دینی کام جیسے مساجد، عیدگاہ، وغیرہ کی تعمیر کے موقع پر بھی ایک دو فٹ راستہ کی زمین اس میں شامل کر دیتے ہیں اور اگر یہ نہ کریں تو کم از کم سیڑھی ضرور راستہ پر بناتے ہیں، مسجد کی تعمیر بلا شبہ ایک بہت بڑا خیر کا کام ہے جو اس اہل خیر کو جنت تک پہنچائے گا؛ لیکن راستہ پر بنائی جانے والی سیڑھی جنت میں نہیں بلکہ جہنم میں ہی اتارے گی۔

صفائی کا فریضہ بحیثیت ذمہ دار شہری

اسلام اپنے پیروکاروں کو صاف ستھرا پاکیزہ اور سلیقہ مند ہی دیکھنا پسند کرتا ہے۔ اور نہ صرف ذاتی احوال تک بلکہ ان کے آس پاس اور قرب و جوار کے ماحول کے بھی پاکیزہ و دلکش ہونے کا مطالبہ کرتا ہے۔ صفائی کے اہم فریضہ کے لئے بحیثیت ذمہ دار شہری ہمارا کیا فرض بنتا ہے غذا جس جگہ تیار کی جا رہی ہے یعنی گھر یا باورچی خانہ اس جگہ کو صاف ستھرا ہونا چاہئے اور کیڑے مکوڑوں سے پاک ہونا چاہئے، اگر باورچی خاہ میں نکاسی کا انتظام بھی ہے تو گٹر کے دہانے پر مضبوط جال رکھنی چاہئے تاکہ کیڑے مکوڑے مثلاً جھینگر اور چوہے باورچی خانے میں آ کر کھانے پینے کی اشیاء کو ''سم آلود'' نہ کر سکیں اور نہ ہی اجناس کی بوریوں میں یا کھانے پینے کی چیزوں میں منہ دے سکیں۔ اپنے گھر میں گند جمع کرنے کے لئے ایک ڈسٹ بن کا انتظام کریں، ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ گھر کی دہلیز پر گند اکٹھا کرنے لئے آتی ہے۔ نئے اور پرانے نظام ساتھ ساتھ ہونے کے باعث ڈبلیو ایس ایس پی نے ڈرینج سسٹم کو ٹرچری، سیکنڈری اور پرائمری نکاسی آب نظام میں تقسیم کیا ہے۔ ٹارچری نظام پائپوں، مین ہولز اور سیوریج لائنوں پر مشتمل ہے جو گھریلو اور تجارتی سیوریج کا نکاس کرتا ہے۔

ماحول کی صفائی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ انسان کی جسمانی اور روحانی صفائی، اللہ تعالیٰ نے امت پر جو غذا جائز اور حلال قرار دی ہے اس کی پہلی شرط ہی یہ ہے کہ وہ حلال ہو۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے لوگ بازار میں خریداری کے دوران بغیر دھلے پھل اور سبزیاں کھا لیتے ہیں۔ حدیث پاک ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت میں آیا ہوا فصل کا نیا میوہ ہمیشہ دھو کر استعمال فرمایا۔ ایک مرتبہ مکہ میں قحط پڑا تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گندم کی کئی بوریاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو تاکید فرمائی کہ پہلے انہیں دھو کر سکھاؤ اور پھر چکی میں پیس کر اس کا آٹا بناؤ۔ (متفق علیہ) جیسا کہ آج کل اچھی پیداوار کے لئے مختلف قسم کی کیمیائی اشیاء کا استعمال کیا جاتا ہے اور مختلف دواؤں کا بھی فصلوں پر چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ لہٰذا بغیر دھلے کھانے پر مختلف

قسم کے طاقتور جراثیم آدمی کو مہلک بیماریوں میں مبتلا کر دیتے ہیں جیسے یرقان، مختلف نوعیت کے بخار اور دیگر بیماریاں انسان کو لگ جاتی ہیں، کورونا وائرس جیسی وباء سے بچنے کے لئے بھی صفائی انتہائی اہم اور ضروری ہے، اس مرض کی دوسرے انسانوں میں ترسیل خُشک کھانسی، یا چھینکنے کے ذریعے ہوتی ہے ڈبلیو ایس ایس پی اس وباء کو کنٹرول میں رکھنے کے لئے سرکاری دفاتر، ائرپورٹ، مساجد، مدارس دینیہ، سکول کالجز، بس سٹینڈز، وغیرہ میں اسپرے کرتی ہے، اور اس کے ساتھ ائرپورٹ، مساجد، مدارس دینیہ، سکول کالجز وغیرہ میں ہاتھ دھونے کے لئے واٹر ٹینک نصب کیئے ہیں، تاکہ اس وباء سے بچنے کے لئے بار بار ہاتھ دھونے کی سہولت میسر ہو، نیز بحیثیت ذمہ دار شہری ہمارا بھی یہ فرض بنتا ہے کہ ہم اجتماعی طور پر صفائی کا خیال رکھیں۔

راستوں پر سبھی کا مشترکہ حق ہوا کرتا ہے اور انسانی سماج میں ان کی بڑی اہمیت ہے۔ اسلام نے راستوں کی حفاظت کے سلسلے میں بھی بے حد آئیڈیل تعلیمات پیش کیں اور نہ صرف یہ کہ راستہ میں تکلیف دہ شے کے ڈالنے سے منع کیا بلکہ اس میں پہلے سے کوئی تکلیف دہ شے پڑی ہوئی ہو تو اس کو بھی فوراً ہٹانے کا حکم دیا اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ بھی کیا۔ ارشاد نبویؐ ہے مفہوم اس طرح ہے کہ راستہ سے تکلیف دہ شئے کا ہٹانا صدقہ ہے۔ (ایمان اور اعمال حسنہ)

ایک شخص کی ناشائستہ حرکت سے اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچتا ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی اس ضمن میں چھوٹی گاڑیاں کے ذریعے راستوں سے گند ہٹاتی ہے، تاکہ ماحول صاف سُتھرا رہے، ہماری صحت اچھی رہے، غیر متعین جگہ گند پھینکنے سے گریز کریں، اسی طرح ڈبلیو ایس ایس پی نے جگہ جگہ شکایات کے لئے ٹیلیفون نمبر 1334 دیا ہے، اس نمبر کے ذریعے ان کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

اسلام کا مطالبہ انسان سے ہمہ جہتی پاکیزگی کا ہے، صحابہ کا معاشرہ سر سے لے کر پیر تک پاکیزگی کے رنگ میں رنگا ہوا تھا، ان کے دل و دماغ باطل خیالات اور باطنی امراض سے پاک تھے، ان کی نگاہ پاکیزہ تھی، ان کی خوراک و پوشاک پاک تھی، ان کا ماحول ظلم اور عریانیت سے پاک تھا، ان

کی انفرادی زندگی کا ہر پہلو اور گوشہ پاکیزہ تھا، ان کی زبان پاک تھی، اور ان کی سیاست بھی مکر و فریب سے پاک تھی، تاریخ صحابہ پاکیزگی کے بے شمار ہمہ جہتی نمونوں سے مالا مال تاریخ ہے۔ (نقوش سیرت)

اللہ تعالیٰ کو پانا ہے تو مخلوق کی خدمت کرنی چاہیے خدمت کئے بغیر خدا نہیں ملتا۔ ڈبلیو ایس ایس پی مخلوق خدا کی خدمت کرتی ہے، جس طرح طبعی طور پر انسان صفائی کو پسند کرتا ہے تو اس صفائی کو کامیاب بنانے کے لئے بحیثیت ایک ذمہ دار شہری اس کار خیر میں تعاون کرنا چاہئے، تاکہ مسلمان ہوتے ہوئے ہم لوگوں میں یہ شعور ہو، کہ ماحول کی صفائی ہی ہمارے بہتر کل کی ضمانت ہے، آدمی نماز پڑھتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے روزہ رکھتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے، زکوٰۃ دیتا ہے اس کا بدلہ جنت ہے، نوافل ادا کرتا ہے تو اس کا بدلہ جنت ہے اور احکم الحاکمین ارشاد فرماتے ہیں بندوں کی خدمت کا بدلہ میں ہوں، دوستو! کوشش ہونی چاہئے کہ ہماری ذات سے ہر کسی کو فائدہ پہنچے، نقصان نہ پہنچے یہ بات اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہے۔

ہمیں اپنی عادت بنانی چاہئے، کہ صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، روزانہ کی بنیاد پر اپنے ماحول کی صفائی کا خیال رکھیں، اگرچہ کم ٹائم دیں، لیکن ایک دن دو دن نہیں، بلکہ روزانہ کی بنیاد پر ماحول کی صفائی کو مدنظر رکھیں، نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا گیا، کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: جو عمل ہمیشہ کیا جائے اگرچہ مقدار میں کم ہو، عمل (عبادت) اتنا ہی کیا کرو جسے بآسانی کر سکو۔ (البخاری)

اسلام نے جو عبادات فرض کی ہیں ان کا بھی ایک اہم مقصد اصلاح اخلاق ہے، نماز کے بارے میں قرآن میں آیا ہے کہ وہ برائیوں و بے حیائیوں سے روکتی ہے، روزہ کا مقصد تقویٰ و شکر کی کیفیت پیدا کرنا بتایا گیا ہے، زکوٰۃ کے ذریعہ انسانیت کی ہمدردی و مدد کا سبق دیا جاتا ہے، اس لحاظ سے صفائی ستھرائی میں یہ فلسفہ موجود ہے کہ ہماری صحت اچھی رہے اس وجہ سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ماحول کو صاف رکھنے کا فریضہ خوش اسلوبی سے نبائیں، اگر ڈبلیو ایس ایس پی اتنے اچھے طریقے سے ماحول کو صاف رکھنے

کی حتی الامکان کوشش کرتی ہے، تو بطور ایک ذمہ دار شہری ہم پر بھی لازم ہے کہ ان کی عطا کردہ آلات و سہولیات سے فائدہ اُٹھائیں، اور اس معاشرے کا ایک بہترین شہری بنیں۔

کوڑے کو ہمیشہ اپنے اصل جگہ یعنی کوڑادان میں تلف کریں۔

ماحولیاتی صفائی کی ضرورت واہمیت دین اسلام کی روشنی میں

ماحولیات ایک اہم عنصر ہے جس پر غور کرنے کی ضرورت ہے،لفظ ماحول انسانوں اور تمام جانداروں کی زندگیوں سے متعلق ہے جو کہ اللہ کی تخلیق کردہ ہیں۔لفظ ''ماحول''ایک ایسی اصطلاح ہے جو اکثر اس کائنات میں موجود ہر چیز کی حالت بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔اصطلاح میں 'ماحول سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو ہمارے قریب ہیں یا ہمارے اردگرد ہیں۔انسان جس دن سے پیدا ہوتا ہے اور انسان جس آب وہوا میں سانس لیتا ہے اور جس ماحول میں زندگی گذارتا ہے اس کی شفافیت اور پاکیزگی بے حد ضروری ہے،اس سے خود انسان کی بلکہ زمینی تمام جانداروں کی صحت وحیات وابستہ ہے،لیکن ادھر کئی برسوں سے فضائی آلودگی ایک عالمی مسئلہ بنی ہوئی ہے،ڈبلیو ایس ایس پی مختلف جدید طریقوں سے صفائی کرتی ہے تاکہ ماحول صاف رہے،لیکن ماہرین اور اہل تحقیق نے ماحول کی آلودگی کو اس دور کا انتہائی سنگین مسئلہ قرار دیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ-اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ (الجاثیه 13)

ترجمہ:اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اپنی طرف سے تمہارے کام میں لگا دیا، بے شک اس میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

جو کچھ آسمان میں ہے جیسے سورج چاند اور ستارے اور جو کچھ زمین میں ہے جیسے جانور، درخت، پہاڑ اور کشتیاں وغیرہ سب کا سب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحمت سے تمہارے فائدے اور مصلحت کے لئے کام میں لگا دیا ہے،لہٰذا تم اسی کی حمد کرو،اسی کی عبادت کرو اور صرف اسے ہی معبود مانو کیونکہ تمہیں یہ نعمتیں دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں بلکہ تم پر اتنے سارے انعامات کرنے میں وہ یکتا ہے۔بے شک اِس میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور قدرت پر ان لوگوں کے لئے عظیم الشان نشانیاں

ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں غور وفکر کرتے ہیں اور ان دلائل میں غور کر کے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ (تفسیر طبری)

عالمی ادارۂ صحت نے فضائی آلودگی کو دنیا میں صحتِ عامہ کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دے دیا ہے، ایک نئی تحقیق کے مطابق یہ آلودگی دنیا میں مرنے والے ہر آٹھویں فرد کی موت کی وجہ ہے اور اس کی وجہ سے دنیا بھر میں صرف 2012 میں 70 لاکھ افراد ہلاک ہوئے ان ہلاکتوں میں سے بیشتر جنوبی اور مشرقی ایشیا کے غریب اور متوسط درجے کے ممالک میں ہوئیں اور نصف سے زیادہ اموات لکڑی اور کوئلے کے چولہوں سے اٹھنے والے دھوئیں کی وجہ سے ہوئیں۔ تحقیق کے نتائج میں کہا گیا ہے کہ مکانات کے اندر کھانا پکانے کے عمل کے دوران اٹھنے والے دھوئیں سے خواتین اور بچے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اگر صرف کھانا پکانے کے لیے محفوظ چولہے ہی فراہم کر دیئے جائیں تو دنیا میں لاکھوں افراد کی جانیں بچ سکتی ہیں۔ (ماحولیاتی آلودگی)

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: »مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ(البخاری 2320)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ’’جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے، پھر اس (کے پھل، پتوں یا کسی بھی حصے) سے کوئی انسان یا جانور کھالیتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ شمار ہوتا ہے۔

درخت میں سے کوئی انسان یا جانور کچھ کھالے تو اس درخت لگانے والے کو اس کا اجر وثواب ملتا ہے۔ ظاہر ہے کہ درخت سے نجانے کتنے چھوٹے بڑے جاندار اپنے مزاج کے موافق کچھ نہ کچھ کھا ہی لیتے ہیں تو یہ سب اس شخص کے لیے اجر کا باعث ہے، اسی طرح اگر کوئی انسان کچھ نہ بھی کھائیں تب بھی اس درخت لگانے والے کو اجر ملتا ہے۔ کیونکہ درخت ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کا ایک اہم سبب ہے۔

تین دہائی قبل تک شہروں میں موٹر گاڑیوں کی تعداد انتہائی کم تھی۔ تاہم آج ہر دوسرے گھر میں کئی کئی

گاڑیاں ہیں جو نہ صرف ٹریفک اور ماحولیاتی شور میں اضافے کا سبب ہیں بلکہ ان سے نکلنے والا دھواں ماحول کو بے پناہ آلودہ بھی کر رہا ہے۔گزشتہ 40 سال کا جائزہ لیا جائے تو آبادی میں لگ بھگ 4 گنا اضافہ ہو چکا ہے۔بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری کرنے کے لیے جہاں ایک طرف شہر اس قدر بے ہنگم طریقے سے بڑھے کہ اپنی حدود و قیود سے نکل گئے تو دوسری طرف کارخانے، بھٹے اور ٹریفک کی بھرمار نے بھی ماحول پراگندہ کر دیا جبکہ ڈبلیو ایس ایس پی ماحول کو صاف رکھنے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔

حالیہ دنوں میں استحصال اور ناقص انتظام کی وجہ سے ماحولیاتی بحران سنگین ہو گیا ہے۔قدرتی ماحول کو کم کرنے کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی بڑھی اور 2010 کے وسط میں خاص طور پر تباہی دیکھی جا سکتی ہے کیونکہ عالمی درجہ حرارت میں ایک واضح اضافہ ہوا تھا۔

ڈبلیو ایس ایس پی صفائی کا فریضہ انجام دیتے ہوئے صفائی کی درس بھی دیتی ہے، پھر ماحولیات کے تحفظ میں پیڑ پودوں کا بنیادی کردار ہے، ان میں زہریلی گیسوں کو تحلیل کر کے صالح گیسیں فراہم کرنے کی زبردست صلاحیت ہے، سبزہ زار علاقے ہر جاندار کے لئے صحت بخش بھی ہوتے ہیں اور فرحت افزاء بھی، ہرے بھرے علاقے میں جو روحانی اور ذہنی سکون حاصل ہوتا ہے وہ کسی اور جگہ نہیں ہو سکتا، اسی لئے اسلام نے شجر کاری اور زمینوں کی آباد کاری کی بڑی ترغیب دی ہے۔جمہور فقہاء کے نزدیک ہرے بھرے درختوں کو خواہ وہ پھلدار ہوں یا نہ ہوں، کاٹنا اجتماعی جرم اور زیادتی ہے اس لئے کہ یہ مفاد عامہ کی چیزیں ہیں اور ان سے تمام خلق خدا کا حق وابستہ ہے البتہ زراعت یا انسانی تغذیہ کے پیش نظر درختوں کی کٹائی مستثنیٰ ہو گی کہ غذا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔

ارشاد ربانی ہے

وَ اللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَاؕ-اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ (النحل65)

ترجمہ: اور اللہ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کر دیا۔ بیشک اس میں سننے والوں کے لئے نشانی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا تو اس کے ذریعے زمین کو خشک اور بے سبزہ ہونے کے بعد سرسبزی وشادابی بخش کر زندہ کر دیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے لیکن اس بات کو سمجھنا ان لوگوں کا کام ہے جو دل سے سنتے ہیں اور سن کر سمجھتے اور غور کرتے ہیں اور اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ جو قادر برحق زمین کو اس کی موت یعنی نَشو ونَما کی قوت فنا ہو جانے کے بعد پھر زندگی دیتا ہے وہ انسان کو اس کے مرنے کے بعد بے شک زندہ کرنے پر قادر ہے۔ (تفسیر قرطبی)

ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ شجر کاری سے محبت کی جائے اور شجر کاری سے محبت انسانیت سے محبت ہے اگر چہ ڈبلیو ایس ایس پی بہت محنت کر رہی ہے لیکن بحیثیت مسلمان ہماری بھی ذمہ داری بنتی ہے، درختوں کی کٹائی سے گریز کرنا چاہیئے، کیونکہ درخت ماحول کی آلودگی ختم کرنے میں مدد دیتے ہیں نیز درختوں کی کٹائی سے گلوبل وارمنگ کے خطرات بڑھتے ہیں اگر حقیقت میں مشاہدہ کیا جائے تو ہم اس نتیجے پر پہنچ پائینگے کہ درخت زمین کی جان ہے ماحول کی گندگی کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح کم ہوتی جارہی ہے انسان اپنی ضروریات اور اپنے مقصد کو پورا کرنے کے لئے قدرتی ماحول کو بھی بدل دیتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے سرسبز وشاداب پودوں کو اور درختوں کو روئے زمین کی زینت کا سبب بنایا ہے۔

ماحولیاتی صفائی کے انسانی زندگی پر مثبت اثرات اور اس کے فوائد

انسانی زندگی کے لئے ماحول کی صفائی انتہائی ضروری چیز ہے ماحول کی صفائی دل کو آسودگی وفرحت عطا کرتی ہے، ذہن کو تازگی و بالیدگی بخشتی ہے، قلب ودماغ کو معطر کرتی ہے۔ صفائی و ستھرائی کا اہتمام کرنے سے انسان کو اُنس وسرور حاصل ہوتا ہے، دل جمعی و یکسوئی حاصل ہوتی ہے، ذہنی تشویش و پراگندگی دور ہوتی ہے، حفظانِ صحت میں معاون و مددگار ثابت ہوتی ہے۔ پانی اور ہوا دو ایسی چیزیں ہیں جس کا ماحول کی صفائی سے گہرا تعلق ہے اور یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں جو نہ صرف انسانی بلکہ تمام حیوانات کی ضروریات بھی ہیں جس کے بغیر زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ پھر ماحول کی صفائی کے لئے ایک اور اہم چیز بارش ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًا (الفرقان 48)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔

بارش کے پانی سے ماحول کی صفائی میں کافی مدد ملتی ہے لیکن دوسری طرف سڑکوں نالیوں پر گندا پانی ابل آتا ہے، ڈبلیو ایس ایس پی اپنی انتھک محنت سے یہ صفائی کرتی ہے ڈبلیو ایس ایس پی کی فراہم کردہ ڈسٹ بنز کے باوجود ان میں گند نہیں ڈالا جاتا جس کا خمیازہ عوام اور ڈبلیو ایس ایس پی کو بھگتنا پڑتا ہے بارش اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں اس کے ذریعے خشکی کی وجہ سے بے جان کھیتیاں سرسبز ہو کر زندہ ہوتی ہیں، لوگوں کو پاکی حاصل کرنے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے پانی ملتا ہے اور مخلوقِ خدا سیراب ہوتی ہے۔

زمین میں بارش زندگی کی ہماہمی دیکھی جاسکتی ہے۔ اس طرح اللہ مردہ پڑی زمین کو زندگی سے بھر دیتا ہے۔ مٹی میں مختلف قسم کے پودوں کے بے شمار بیج اور جڑیں بھی خوابیدہ حالت میں دفن ہوتے ہیں۔ ماحولیاتی آلودگی ختم ہو جاتی ہے، بارش کا پانی جوں ہی ان کے اندر جذب ہوتا ہے بیج کا خول نرم پڑتا ہے اور پھٹ جاتا ہے۔ بیج کے اندر کا جنین کا اکھوا نرم مٹی کو پھاڑ کر زمین کی سطح کے اوپر نرم

و نازک پتیوں کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور چہار طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ پودوں کی خشک جڑوں پر موجود کلیاں پانی کے بعد پھوٹتی ہیں اور تازہ دم ہو جاتی ہیں۔

معبود صرف وہی ہے جس نے بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو بارش آنے کی خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور پھر آسمان کی طرف سے پانی اتارا جو کہ حدث و نجاست سے پاک کرنے والا ہے تا کہ اس پانی کے ذریعے ماحول کی صفائی بھی ہو اور خشکی سے بے جان ہو جانے والی سرزمین کو سرسبز وشاداب کر کے زندہ کر دیں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔ (روح البیان)

زمانہ جاہلیت میں بعض نصرانی راہب اپنے جسم پہ لباس زیب تن نہیں کرتے تھے اور قابل ستر اعضاء کو جسم کے غیر معمولی طور پر بڑھے ہوئے بالوں کے ذریعہ چھپاتے تھے۔ اتھینس نامی راہب کا بیان ہے کہ اس نے زندگی بھر اپنے پیر نہیں دھوئے۔ ابراہام نامی راہب کہتا ہے کہ "میں نے پچاس سال تک اپنے چہرے اور پیر کو پانی سے تر نہیں کیا"۔ اسکندریہ کے ایک راہب نے جب عیسائیوں کو غسل کا اہتمام کرتے ہوئے دیکھا تو کافی افسوس اور رنج وغم کا اظہار کیا، اور کہا کہ "کچھ عرصہ پہلے ہم چہرے پر پانی ڈالنا حرام خیال کرتے تھے۔ افسوس! آج ہم لوگ پورے جسم پر پانی بہا رہے ہیں"۔ اسلام کا آفتاب طلوع ہونے سے پہلے پوری دنیا تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ ہر سُو اندھیرے کی حکمرانی تھی، طہارت و نظافت سے بے اعتنائی ولا پرواہی تھی، بدن اور کپڑے کی صفائی کو معیوب خیال کیا جاتا تھا، غسل کرنے کو جرم سمجھا جاتا تھا۔ بوسیدہ، بدبودار اور میلے گندے کپڑوں میں رہنے کو لازم اور ضروری قرار دیا جاتا تھا، بغل اور ناف کے بالوں کو تراشا گناہ سمجھا جاتا تھا۔ (الندوی، ابوالحسن)

اسی طرح ارشاد ربانی ہے۔

وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّ حَبَّ الْحَصِیْدِۙ،وَ النَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِیْدٌۙ،رِّزْقًا لِّلْعِبَادِۙ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًاؕ

كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ (ق 11--9)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے برکت والا پانی اتارا تو اس سے باغات اور کاٹا جانے والا اناج اُگایا۔ اور کھجور کے لمبے درخت (اگائے) جن کے گچھے اوپر نیچے تہہ لگے ہوئے ہیں۔ بندوں کی روزی کے لیے اور ہم نے اس سے مردہ شہر کو زندہ کیا۔ یونہی (قبروں سے تمہارا) نکلنا ہوگا۔

برکت والے پانی اُتارنے سے انسانی زندگی تروتازہ ہو جاتی ہے ماحول خوشگوار بن جاتا ہے، ماحول کی صفائی سے انسان تندرست و توانا رہتا ہے، انسان، جانور، چرند، پرند، سب کے رزق کا ذریعہ بھی بن جاتا ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی بہتر طریقے سے صفائی کے امور کو سرانجام دیتی ہے لیکن بذات خود اگر ہم ماحول کو گندہ رکھیں تو بارشیں بھی کم ہونگی، ہر جگہ گرد و غبار کا ڈھیرہ ہوگا، جس سے نہ صرف انسانی زندگی بلکہ جانور اور چرند پرند بھی متاثر ہوتے ہیں۔

آسمان سے بارش کا پانی اتارا جس سے ہر چیز کی زندگی بھی ہے اور خیر و برکت بھی ہوتی ہے۔ تو اس پانی سے باغ اُگائے اور وہ اناج اُگایا جسے ہر سال بویا اور کاٹا جاتا ہے جیسے گندم اور جَو وغیرہ اور خاص طور پر کھجور کے لمبے درخت اُگائے جن کے گچھے اوپر نیچے تہہ لگے ہوئے ہیں اس سے انسانی زندگی کے لئے ماحول بھی بہتر رہتا ہے اور یہ چیزیں بندوں کی روزی کے لیے بھی مفید ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ بارش کے پانی سے اُس شہر کی سرزمین کو جس کے نباتات خشک ہو چکے تھے پھر سے سبزہ زار کر دیا اور جس طرح قدرت نے بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کیا اسی طرح قبروں سے ہمارا نکلنا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے یہ آثار دیکھ کر مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے کا کیوں انکار کرتے ہو۔ (جلالین)

ایک اندازے کے مطابق ماحول کو صاف رکھنے میں جاپانی لوگ کافی محنت کرتے ہیں، ورلڈ کپ کے کسی بھی سنسنی خیز میچ کے بعد سٹینڈز میں کوڑا، بوتلیں اور کھانے کی چیزوں کے خالی پیکٹ پڑے ملتے ہیں۔ جاپان کے شائقین کی بھی خوشی دیدنی تھی۔ ان کی ٹیم کولمبیا کے خلاف اپنا پہلا میچ 0-2 سے جیت گئی۔ یہ جاپان کی جنوبی امریکہ کے کسی بھی ملک کے خلاف پہلی جیت تھی۔ لیکن جو کچھ میچ کے بعد ہوا

اسے دیکھ کر سب ہی دنگ رہ گئے: جاپان کے شائقین نے میچ ختم ہوتے ہی سٹیڈیم کی صفائی شروع کر دی۔ بڑے بڑے کچرے کے تھیلے تھامے جاپانیوں نے ہر نشست کو صاف کیا اور جب وہ نکلے، تو سٹیڈیم ایسا منظر پیش کر رہا تھا جیسے وہاں کوئی بیٹھا ہی نہیں تھا۔ یہ کوئی انوکھا واقعہ نہیں ہے، جاپان کے صفائی پسند شائقین اپنی نفاست کے لیے مشہور ہیں جاپان میں سماجی طور پر صفائی ایک بہت اہم چیز ہے اور جاپانی شائقین تمام میچوں کے بعد ایسا ہی کرتے ہیں۔(انڈریاس علمر)

اسلامی ریاست اور صفائی ستھرائی کا فریضہ

ایک مسلمان جس ملک میں سکونت پذیر ہے ملک کا باقاعدہ شہری ہے ملک کا شناختی کارڈ رکھتا ہے پاسپورٹ رکھتا ہے ملک کو اپنا ملک اپنا وطن سمجھتا ہے اس ملک کے اندر رزق روزی کماتا ہے دیگر فوائد منافع حاصل کرتا ہے ملک کو اپنی جان و مال و اہل وعیال اپنی عزت وآبرو کا محافظ سمجھتا ہے تو یہ ساری چیزیں اس شخص گھرانے اور قوم کے درمیان اور اس ریاست کے درمیان باقاعدہ معاہدہ تصور کی جاتی ہیں کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق اس ملک اور ریاست کے تمام قوانین پر عمل کریگا ملک کے جس حکم کا تعلق زندگی کے جس شعبے سے ہو اسکو اس شعبے میں نافذ کریگا۔

ملکی اور ریاستی نظام کو اچھی طرح اور خوش اسلوبی سے چلانے کے لئے ہر اس اُصول کو مانکر اس پر من وعن عمل کریگا جو شریعت کے متصادم نہ ہو، جس طرح ڈبلیو ایس ایس پی صفائی ستھرائی کی ذمہ داری لیتی ہے، ایک قانون کے تحت وہ صفائی ستھرائی کا فریضہ سرانجام دیتی ہے اسی طرح چاہے اس کا تعلق ٹریفک کے شعبے سے چاہے عدالتی نظام سے ہو چاہے تجارت وزراعت سے ہو، ان کا قوانین کا تعلق معاشرت سے یا پھر سیاست سے ہو انفرادی اور نجی کاموں سے یا اجتماعی اور قومی معاملات سے صفائی ستھرائی اور ماحولیاتی آلودگی سے متعلق ہو یا دیگر سے اور اس معاہدے کے رُو سے بطور مسلمان ایک شہری ریاست کے قوانین کا پابند ہوگا اور زندگی گزارنے میں اسی طریقہ کار کا تابع ہوگا جو ریاست نے اپنے شہریوں کے لئے ترتیب دیا ہو۔ اور یہ کام مسلمان کے لئے بہترا اور مستحب کام کی حیثیت رکھتا ہے۔

اس باہمی معاہدے کے رو سے ریاست اور حکومت وقت کی ذمہ داری اور اسکا فریضہ ہے اپنے عوام اپنے شہریوں کے جان و مال آبرو وحیاء کا تحفظ کرنا اور شہریوں کو ان کی ضروریات زندگی بروقت اچھے طریقے سے مہیا کرنا اگر دونوں فریقین عوام اور حکومت اپنی اپنی ذمہ داریاں صحیح طریقے سے ادا کرتے رہینگے تو ملک کا نظام صحیح اور مستحسن طریقے سے چلے گا ملک کے اندر امن ہوگا استحکام ہوگا ملک ترقی کریگا زندگی کا ہر شعبہ خوش اسلوبی سے رواں دواں ہوگا ایک دوسرے پر اعتماد کا ماحول بنے گا شہریوں

کے دلوں کے اندر ریاست کی عظمت محبت ملک کیساتھ اخلاص پیدا ہوگا اور ریاستی اداروں اور ذمہ داروں کے دلوں میں عوام پر رحم پیدا ہوگا۔ ہر قسم کے انتشار بدامنی رشوت خوری بداعتمادی کا سد باب ہوگا۔ قتل و غارت لوٹ کسوٹ چوری دھوکہ دہی ملاوٹ دو نمبری فتنوں اور فساد اور ملکی عدم استحکام کے جتنے چور دروازے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند ہونگے خدانخواستہ اگر دونوں فریقین نے اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں غفلت سے کام لیا۔ احساس ذمہ داری کا فقدان ہوا ایک دوسرے پر ذمہ داری ڈالتے رہے تو پھر عملی طور پر حالات واقعات اور اندرون ملک حقائق و نتائج اسکے برعکس نکلیں گے اور بیرون ملک بھی ریاست کی عزت وقار نہیں رہے گا۔

ایک اسلامی ریاست کو اچھی ریاست مضبوط ریاست اور مستحکم ملک بنانے کی غرض سے قرآن کریم میں اللہ جل وعلیٰ کا ارشاد ہے (سورۃ نساء۔ آیت 59 پارہ 5)

ترجمہ۔ اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور جو اختیار والے ہیں تم میں۔ یعنی ارباب اختیار اور حکام اللہ تعالیٰ کا حکم مانو اسکی اطاعت کرو جو قانون عدل اور امانت کا واضح اور نازل کرنے والا ہے اور رسول کی اطاعت کرو جو قانون خداوندی کا شارح ہے رسول ﷺ جو بھی فرماتا ہے وہ سب خدا ہی کی طرف سے ہوتا ہے نبی کی زبان حکم خداوندی کی ترجمان ہوتی ہے اور فرمانبرداری کرو اپنے فرمانبرداروں کا بشرطیکہ وہ تم میں سے ہوں جو قانون عدل وانصاف کے نافذ کرنے والے ہیں۔ جو امانت اور عدالت کیساتھ فیصلے کرنے والے ہیں اس آیت کریمہ کے اندر اللہ نے تمام عالم اسلام کے اہل ایمان کو اپنے اور اپنے رسول اور دنیا کے حکومتوں کے حکام کی فرمانبرداری کا حکم دیا ہے معلوم ہوا جس طرح اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا حکم ماننا واجب ہے اس سے روگردانی ناجائز ہے۔ اسی طرح مسلمانوں پر حکام کی اطاعت انکے احکام کی تعمیل واجب ہے مباح اور جائز امور میں انکی نافرمانی حرام اور گناہ ہے ایک اچھے پرامن صاف ستھرے ملک اور ریاست کا اہم اور بنیادی ستون عوام الناس کی اپنے حکمرانوں کی اطاعت کرنا اور انکے احکام پر چلنا ہے اسکے ساتھ ساتھ اس آیت سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکام کو انکی احساس ذمہ

داری دلانے کیلئے اور جس بنیاد پر انکی اطاعت کو اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کی طرح لازم کیا ہے اسکی طرف توجہ دلانے کیلئے فرمایا۔

(سورۃ نساء آیت 58 پارہ 5)

ترجمہ: تحقیق سے اللہ تم کو فرماتا ہے کہ'' پہنچاؤ امانتیں امانت والوں کو اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے''، اس آیت کے تحت اللہ تعالیٰ نے حکام کو براہ راست اور تمام اہل ایمان کو بلواسطہ دو چیزوں کا حکم دیا ہے ایک امانت دوسری چیز عدل امانت کی حقیقت یہ ہے کہ جس کے جو حق تم پر واجب ہو اسکو طیب خاطر کیساتھ ادا کرو پھر آیت کریمہ میں الامنت جمع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔اسمیں اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اسمیں ہر قسم کی امانتیں داخل میں چھوٹی ہوں یا بڑی ہوں دینی ہوں دیناوی ہوں خالق کی ہوں مخلوق کی انفرادی ہوں یا اجتماعی ہوں حکومت کی ہوں یا رعیت کی ہوں ،انسان کے معاملات کی کل تین قسمیں ہیں یا تو انسان کا معاملہ خدا تعالیٰ کیساتھ ہے اور یا لوگوں کیساتھ اور یا اپنے نفس کیساتھ ہے تینوں قسموں میں امانت کی رعایت ہر انسان پر فرض ہے خدا تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان کو بجالائے اور جن باتوں سے منع کیا ہے ان سے رُکا رہے لوگوں کیساتھ امانت رعایت یہ ہے کہ انکے تمام حقوق طیب خاطر سے ان کو ادا کرے ان کے کسی حق میں خیانت کرنے،کمی کرنے،دبانے سے باز رہے اور بادشاہوں حکام کی امانت یہ ہے کہ اپنے رعایا کے تمام جائز حقوق ان تک پہنچائیں ان کے مفاد کا خیال رکھیں ان کی جانی مالی ہر قسم کی حفاظت کا فریضہ ایمانداری دیانتداری سے ادا کریں اور اپنے نفس کیساتھ امانت کی رعایت یہ ہے کہ اپنے اعضاء و جوارح کو ان کاموں سے روکیں جو دنیا اور آخرت میں ان کے لئے مضر ہوں قرآن کریم میں جا بجا امانت ادا کرنے کی تاکید آئی ہے اور احادیث کثیرہ میں امانت میں خیانت کرنے پر اور عہدہ کا پاس نہ رکھنے پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے جسمیں امانت نہیں اسمیں ایمان نہیں اور جس میں اپنے عہدہ کا پاس نہیں اسمیں دین نہیں اس آیت کریمہ کے اندر حاکموں کو دوسری جس چیز کا حکم دیا گیا ہے وہ ہے عوام کے درمیان فیصلہ کرتے وقت

عدل وانصاف کرنے کا،اس کا مقصد یہ ہے کہ حقدار کو اسکا اپنا حق پورا اور بروقت صحیح طریقے سے پہنچے حقدار کو حق دلانے میں کوئی اقربا پروری رشوت خوری سفارش کسی با اختیار بااثر کا اثر رو کاوٹ نہ بنے۔حکومت کے عدل وانصاف اور عادلانہ نظام کا فائدہ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں پہنچتا ہے دنیا کے اعتبار سے عدل کا فائدہ یہ ہے کہ حکومت کی بقاء ملک کا استحکام عدل وعدالت پر موقوف ہے دنیاوی حکومتیں کفر کیساتھ چل سکتی ہیں مگر ظلم کیساتھ نہیں چل سکتیں جس حکومت سے عدل وانصاف رخصت ہوجاتے ہیں تو اسی کیساتھ ملک کی برکتیں ہی رخصت ہوجاتی ہیں ملک میں مکروفریب پھیل جاتا ہے سکون واطمینان کم ہوجاتا ہے۔ اور جب مظلوم دادرسی اور فریاد سے محروم ہو کر آسمان کی طرف دیکھتا ہے تو قہر خداوندی جوش میں آتا ہے پھر نتیجہ وہ نکلتا ہے جو دنیا دیکھتی ہے۔اور آخرت کے اعتبار سے عدل کا فائدہ ہے یہ کہ یہ انسان کے لئے قیامت کے دن حق تعالیٰ کے قرب ورضا اور اعزاز واکرام کا ذریعہ بنتا ہے حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ عادل اور منصف حکمرانوں کو قیامت کے دن نور کے منبروں پر بٹھایا جائے گا۔

ڈبلیو ایس ایس پی صفائی ستھرائی کے لئے انتہائی کوششیں کرتی ہے، پھر اہل حکومت وقتاً فوقتاً جو قوانین جاری کرتی ہے ان کے نہ ماننے اور ان قوانین پر عمل نہ کرنے یا عمل کرنے میں سستی اور غفلت سے کام لینے پر سخت وعیدیں ذکر کی ہیں دوسری جانب آپ ﷺ نے حکمرانوں پر انتہائی زور دیا کہ وہ اپنے رعایا کے حقوق کی پاسداری کریں ان پر رحمت وشفقت کریں امانت داری اور عدل و انصاف کا ہر معاملے میں خیال رکھیں قرآن کریم کی مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ حکومت کے عہدے اور منصب جتنے ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی امانتیں ہیں جس کے امین وہ حکام اور بالا افسران جن کے ہاتھ میں عزل ونصب کے اختیارات ہیں ان کے لئے جائز نہیں کہ کوئی عہدہ اور منصب ایسے شخص کے سپرد کردیں جو عملی طور پر قابلیت کے اعتبار سے اس کا اہل نہیں یہ بہت بڑی خیانت ہے حدیث میں اس پر بہت سخت وعید آئی ہے ایک حدیث کا مفہوم ہے،ارشاد ہوتا ہے کہ جس شخص کو عام مسلمانوں کی کوئی ذمہ داری سپرد کی گئی پھر اس نے کوئی عہدہ کسی شخص کو محض دوستی کی بنیاد پر بغیر اہلیت معلوم کئے دے دیا اس پر اللہ تعالیٰ

کی لعنت ہے نہ اسکا فرض قبول ہے نہ نفل یہاں تک کہ وہ جہنم میں داخل ہو جائے۔

مذکورہ تفصیل سے بخوبی معلوم ہوا کہ ملکی نظام کو صاف شفاف منظم و مستحکم طریقے سے چلانے اور ہر قسم کی ظاہری آلودگی اور اندرون آلودگی سے نظام مملکت کو پاک کرنے کا اصل دارومدار اس چیز پر ہے کہ ارباب اختیار حکومتی مناصب پر فائز مقتدر وقوتیں اور عوام دونوں اپنی اپنی ذمہ داریاں سمجھیں اور پھر ان کو ایمانداری اور دیانت داری سے ادا کریں۔ظاہری آلودگی کو ختم کرنے کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی ہر ممکن حد تک محنت کر رہی ہے اور اسکے لئے حکومت اور عوام دونوں کا ایک دوسرے پر اعتماد ضروری ہے اگر اعتماد کا فقدان ہو تو پھر نتیجہ صفر نکلے گا دوسری چیز عوام اور حکومتی اداروں کا ایک دوسرے کیساتھ مسلسل رابطہ رکھنا ضروری ہے ڈبلیو ایس ایس پی اس ضمن میں مکمل طور پر رابطے میں ہوتی ہے۔تیسری چیز یہ کہ حکومتیں زندگی کے جس شعبے کے لئے جتنے اصول اور قوانین وضع کرے عوامی تعاون جب ساتھ نہ ہو تو عملی میدان میں کوئی ضابطہ اور کوئی قانون کا فائدہ نہیں ہوتا۔چوتھی چیز یہ کہ عوام الناس کی مکمل ذہن سازی کیجائے ان کو اس پر پوری طرح مطمئن کیا جائے کہ حکومت جو کام کرتی ہے شعبہ ہائے زندگی کے لئے جو ضوابط ترتیب دیتی ہے وہ عوام کے فائدے کیلئے ہوتے ہیں اوان کو یہ باور کرایا جائے کہ ریاست کے قوانین پر عمل کرنے میں عوام کا بھی فائدہ ہے ملک اور معاشرے کا بھی فائدہ ہے ہماری مستقبل کے آنے والی نسل کا بھی فائدہ بیرونی سطح پر اور بین الاقوامی میدان میں بھی ملکی وقار کو ہر قسم کے جسمانی روحانی دینی و دنیوی انفرادی اور اجتماعی نقصانات تکالیف پریشانیوں اور مختلف قسم کے مہلک امراض سے بچانے اور تحفظ دینے کیلئے حکومت نے ماحولیاتی صفائی کا یک پروگرام عمومی معاشرے کو ماحولیاتی آلودگی ماحولیاتی گندگی سے بچانے اور نکالنے کے لئے انتہائی منظم اور مسلسل طریقے سے ڈبلیو ایس ایس پی کے زیر نگرانی ایک مفید اور موثر مشن شروع کیا ہے۔عوام الناس پر قانونی شرعی اور اخلاقی طور پر لازم ہے کہ اس محکمہ کیساتھ تعاون کریں ملک وملت کو ماحولیاتی آلودگی سے تحفظ دینے میں اپنا کردار ادا کریں جو طریقہ کار حکومت لائے ان کو اچھے طریقے سے سمجھانے کی کوشش کریں اور ان پر خود بھی عمل

کریں اور دوسروں کو عمل کرانے پر آمادہ کریں ہر اس کام سے اجتناب کریں جو معاشرہ میں آلودگی پھیلانے کا ذریعہ بنتا ہو قرآن وحدیث کی روشنی میں بحیثیت ایک مسلمان کے انتظامی معاملات چلانے کیلئے ملکی نظام کو صحیح نہج پر استوار کرنے کیلئے معاشرے کو مہلک خطرات سے بچانے کیلئے حکومت وقت جو قوانین لاتی ہے ان پر من وعن عمل کرنا واجب ہے۔ ماحولیاتی آلودگی آج کل بین الاقوامی سطح پر ایک عالمی مسئلہ بن چکی ہے اور ایک خطرناک وبائی مشکل اختیار کر چکی ہے خالق کائنات نے انسانیت کے لئے صاف ستھرا ماحول پیدا کیا ہر قسم کی گندگی زہریلی آلودگی سے پاکیزہ ماحول پیدا فرمایا ہے صاف ستھرا پانی اور ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہوا اور پرلطف فضا پیدا کی لیکن انسان نے خود بھی نامناسب افعال کیوجہ سے دنیاوی حرص ولالچ اور خودغرضی کی بنیاد پر فضا کو گردآلودہ بنا دیا اپنی انسانی اسلامی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے لاپرواہی کی بنا پر اور اس مہلک تباہ کن زہرآلودہ ماحولیاتی آلودگی کے خطرات سے غفلت کیوجہ سے گھریلو شہری اور ملکی اور بین الاقوامی ماحول کو زہریلی آلودگی سے بھر دیا لہٰذا اج کے اس دور میں ایک انقلابی تحریک کے طور پر اسکو اُجاگر کرنا ایک جہاد کی حیثیت سے اس مہلک وباء کو ختم یا کم از کم کرنے کے لئے کوشش اور محنت کرنا ہر مسلمان کا فرض بنتا ہے۔

اسلام میں طہارت و نظافت اور صفائی کارندوں کی اہمیت

انسان جس مسلک جس مذہب جس دین جس ملک جس ملت اور جس قوم سے بھی تعلق رکھتا ہے اُس کی فطرت میں طہارت و نظافت اور صفائی وستھرائی کی صفت رکھی گئی ہے۔ وہ پاکی کو پسند اور ناپاکی سے نفرت کرتا ہے۔ صفائی ستھرائی سے اُس کی طبیعت میں نشاط، خوشی اور تازگی پیدا ہوتی ہے جبکہ غلاظت و نجاست سے اُس کی طبیعت میں انقباض کوفت بستگی اور تکدر آتی ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی بھی اسی خدمت کو اپنا فریضہ سمجھتی ہے کہ صفائی ستھرائی کو اپنایا جائے، اور ہمارے معاشرے سے گندگی اور غلاظت دُور ہو سکے۔

اسلام چونکہ دین فطرت ہے، اِس لئے اُس نے مسلمانوں کے لئے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا اور اپنے ماننے والوں کو ہر قسم کی عبادت سے قبل اپنے ظاہر و باطن اور روح و جسم کو پاک صاف رکھنے کا حکم دیا ہے۔ انسان کا اندرونی دل ہو یا اس کی نظر و فکر اس کا ظاہری جسم و بدن ہو یا لباس و پوشاک، اس کا ظاہری وضع وقطع ہو یا باطنی احوال، اس کے اشیائے خورد ونوش ہوں یا اس کے استعمال اور برتنے کی چیزیں، اس کا گھر ہو یا دکان اس کا دفتر ہو یا اُٹھنے بیٹھنے کا مکان اس کا کُوچہ یا محلہ ہو، یا مسجد و مدرسہ، اس کا سکول و کالج ہو، یا یونیورسٹی و جامعہ، غرض ہر جگہ ہر ماحول اور ہر چیز میں اسلام نے اپنے پیروکاروں اور ماننے والوں کو نہ صرف طہارت و نظافت اور صفائی وستھرائی کے ساتھ رہنے کا حکم دیا ہے بلکہ اُن کی تمام عبادات کی صحت و دُرستگی کو پاکیزگی کے ساتھ مشروط بھی قرار دیا ہے۔ چنانچہ جب تک کوئی مسلمان نجاست حکمیہ یعنی حدث اکبر (جنابت) اور حدث اصغر (بے وضو ہونے) سے اپنا بدن پاک نہ کرلے، یا نجاست حقیقیہ کی دونوں قسموں نجاست غلیظہ (جیسے پیشاب پاخانہ، بہتے ہوئے خون وغیرہ سے) اور نجاست خفیفہ (حلال جانوروں کے پیشاب وغیرہ سے) خوب اچھی طرح پاکی حاصل نہ کرلے اسلام نے اُس وقت تک اُس کو عبادت کرنے سے منع کیا ہے۔ البتہ طہارت و نظافت کے متعلق بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جن کے ہوتے ہوئے اگر چہ اسلام میں اتنی تنگی بھی نہیں، یعنی اس حالت میں آدمی عبادت کرسکتا

ہے مگر اُن چیزوں کی موجودگی کو بھی اسلام نے ناپسند کیا ہے اِس لئے اُن کا دُور کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسے نجاست غلیظہ اگر گاڑھے جسم والی ہو جیسے پاخانہ تو وہ ساڑھے تین ماشہ (402.3) گرام وزن تک معاف ہے۔اور اگر پتلی ہو جیسے شراب پیشاب تو وہ ایک انگریزی روپیہ کے پھیلاؤ کے برابر (جو تقریباً سوا انچ کی گولائی بنتی ہے) معاف ہے۔اسی طرح نجاست خفیفہ چوتھائی کپڑے یا چوتھائی عضو سے کم ہو تو معاف ہے۔معاف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اتنی نجاست بدن یا کپڑے پر لگی ہو اور نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور قصداً اتنی نجاست بھی لگی رہنا جائز نہیں۔(تعلیم الاسلام)

اسی طرح بعض چیزیں ایسی بھی ہیں جو غلیظ و نجس تو نہیں البتہ اُن کا اپنی مدت سے بڑھ جانا خلافِ اولیٰ و افضل ضرور ہے جیسے بدن کے غیر ضروری بالوں کا اور ناخنوں کا اپنی مدت سے بڑھ جانا تو اِن چیزوں کے بڑھ جانے کو بھی اسلام نے طہارت و نظافت کے منافی قرار دیا ہے۔غیر ضروری بالوں اور ناخنوں کے متعلق اسلام نے یہ اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پیش کیا ہے کہ ہر ہفتے یا پندرہ دن بعد ان کا کاٹنا سنت ہے۔چالیس دن تک چھوڑنا جائز ہے۔اور اِس کے بعد گناہ ہے۔افسوس کہ آج کل کے بعض نوعمر لڑکے اور مرد حضرات اسی طرح اکثر نوعمر لڑکیاں اور خواتین بڑے فیشن اور فخر سے اپنے ناخنوں کو غیر ضروری حد تک بڑھائے رکھتی ہیں۔(آپ کے مسائل اور اُن کا حل:7/135,136)

اسلام نے دن بدن اور اپنے مکان کی صفائی کے علاوہ اپنے صحن اور گھر کے سامنے کے حصے کی صفائی کا حکم دیا ہے۔اب توجہ طلب بات یہ ہے کہ صحن اور گھر کے باہر کا حصہ صاف رکھنا ہماری ذمہ داری ہے اس کے باوجود ڈبلیو ایس ایس پی ہماری ڈیوٹی اپنے ذمے لے کر ہماری خدمت میں مصروف ہو تو اس کے ساتھ تعاون کتنا ضروری ہے اور اس محکمہ کے اہل کاروں کی کتنی قدر کرنی چاہئے۔یقینی بات ہے کہ جو شخص آپ کے گھر کے سامنے سے جھاڑو پھیر کر آپ کا کام اپنا کام سمجھ کر کر رہا ہے وہ نہ صرف تعاون کا حقدار ہے بلکہ اس کی جتنی عزت اور قدر کی جاسکتی ہے کرنی چاہئے اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں برتنی چاہئے۔بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ ڈبلیو ایس ایس پی کے اہلکار صفائی کا فریضہ انجام دینے کے لئے

اتنی بڑی اور بدبُو نالیوں میں گھُس کر صفائی کرتے ہیں کہ اس راستے سے گزرنا انسان پسند ہی نہیں کرتا اور ڈبلیو ایس ایس پی کے اہلکار اس گندگی اور غلاظت میں اتنی محنت کرتے ہیں کہ صفائی کرتے وقت ان اہلکاروں کا صرف سر ہی نظر آتا ہے، باقی بدن گندی نالی میں ہوتا ہے لیکن یہ اہلکار کسی قسم، کوفت، یا بیماری کی پرواہ کئے بغیر یہ صفائی کرتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے ایک کالی عورت یا کالے مرد کو کتنی عزت دی۔ بخاری شریف کی حدیث کا مفہوم ہے۔ کالے رنگ کا ایک مرد یا ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھیں ان کی وفات ہو گئی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کی خبر کسی نے نہیں دی۔ ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود یاد فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! ان کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہیں دی؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو، (اس لیے آپ کو تکلیف نہیں دی گئی) گویا لوگوں نے ان کو حقیر جان کر قابل توجہ نہیں سمجھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چلو مجھے ان کی قبر بتا دو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک غلام یا لونڈی یا دیار غیر کا ایک غیر معروف فرد مسجد میں جھاڑو دینے کی خدمت کیا کرتا تھا جس پر رات کو جنازہ پڑھا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کیلئے صرف دعا پر یا صرف انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ نے خود ان کی قبر پر بنفس نفیس جا کر نماز جنازہ پڑھی۔ یہ تھے انسانیت کے علمبردار سرور کائنات فخر موجودات حضرت محمد مصطفی ﷺ جس نے عرب و عجم اور کالے و گورے میں تمیز ختم کرتے ہوئے ایک نئی تاریخ رقم فرمائی اور آپ ﷺ نے جس طرح ایک انصاری مدنیؓ یا مہاجر صحابیؓ کو قدر کی نگاہ سے دیکھ کر اس پر جنازہ پڑھا اس طرح ایک دیار غیر سے آئے ہوئے غیر معروف شخصیت کے ساتھ بھی وہی معاملہ فرمایا۔ ہم اور آپ کیلئے غور کا مقام ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ جن کے ہم امتی ہیں انہوں نے ایک جھاڑو دینے والے کو تحقیر سے دیکھنے کی بجائے عزت بخشی تو کیا ہم نے بھی اپنے علاقہ کے کسی خاکروب کو

عزت کی نگاہ سے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ عمل اپنایا ہے۔ اگر ابھی تک ہم سے کچھ کوتاہی ہوئی ہے تو امید ہے کہ آئندہ کیلئے اس بے چارے کیلئے گندگی کے ڈھیر بنانے کی بجائے اس کی مدد اور عزت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ماحولیاتی آلودگی کا تدارک

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (الاحزاب:21)

ترجمہ: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

حقیقی طور پر کامیاب زندگی وہی ہے جو خاتم النبیین ﷺ کے نقش قدم پر ہو، اگر ہمارا جینا مرنا، سونا جاگنا حضور پُر نور ﷺ کے نقش قدم پر ہو جائے تو ہمارے سب کام عبادت بن جائیں گے۔ اس طرح اگر ہم ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنا چاہیں تو سیرت طیبہ کو اپنا کر ہم کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ سید المرسلین ﷺ کی سیرت میں پیروی کیلئے بہترین طریقہ موجود ہے جس کا حق یہ ہے کہ اس کی اقتدا اور پیروی کی جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب کسی لشکر کو روانہ کرتے تو یہ وصیت فرماتے کہ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹو اور کسی آباد مکان اور جگہ کو ویران نہ کرو۔ (سیرت ابن ہشام) اس کا مطلب یہی ہے کہ ماحولیاتی آلودگی سے بچے رہے تاکہ ماحول صاف رہے، ڈبلیو ایس ایس پی والے جس طریقے ماحول کو صاف رکھنے میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں، یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت عظمیٰ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی ہمارے لئے مشعل راہ ہے، قرآنی آیت و احادیث مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ صفائی ایک بہترین عمل ہے، ہمیں ماحولیاتی آلودگی کا تدارک کرنا چاہیئے، جدید دور میں ہوائی جہازیں، بسیں، ٹرک، رکشے، نیز دوسری دھواں چھوڑنے والی گاڑیاں ماحول کو خراب کر رہی ہیں، جس سے مختلف قسم کی بیماریاں ہمارے معاشرے میں پھیل جاتی ہیں پورا پشاور شہر ہر جگہ کھڑے بدبودار پانی کی وجہ سے فلڈ ایریا کی صورت اختیار کرلے تو پھر ایسی جگہ پر طبیعی اور طبی لحاظ سے انسانی زندگی گزارنا ناممکن

ہو جاتا ہے ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ خدمت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو ماحولیاتی آلودگی سے آگاہ بھی کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے ہر قسم کی ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کی تعلیم دی ہے تاکہ انسان ذہنی، فکری اور جسمانی لحاظ سے محفوظ اور پُرسکون زندگی گزار سکے حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ ان ہمہ قسم کی ماحولیاتی آلودگی کے خاتمہ کا احاطہ کرتی ہے۔

پُرانے زمانے میں لوگ صحت مند رہتے، اس کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ ماحول صاف سُتھرا رہتا، نہ پلاسٹک بیگ کا کوئی تصور تھا، نہ غیر متعین جگہوں پر لوگ گند ڈالتے تھے، گرد و غبار کم تھی، اب بھی اگر موازنہ کیا جائے تو بزرگ خواتین و حضرات صفائی ستھرائی کو پسند کرتے ہیں، صحابہ کرامؓ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے سیّد المرسَلین ﷺ کی سیرتِ مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کو اپنی زندگی کا اوّلین مقصد بنایا ہوا تھا اور ان کے نزدیک تاجدارِ رسالت ﷺ کے اَقوال، اَفعال اور اَحوال کی پیروی کرنے سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ چیز اور کوئی نہ تھی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دعا فرمایا کرتے تھے کہ یا اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زائل ہو جانے، تیری عافیت کے پلٹ جانے، اچانک مصیبت آجانے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں (مسلم)

قران کریم نے نہ صرف ماحولیاتی آلودگی بلکہ شور کی آلودگی سے بھی منع فرمایا ارشاد ہوتا ہے

وَ اقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ وَ اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ-اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ (لقمان)

ترجمہ: اور میانہ چال چل اور اپنی آواز کچھ پست کر، بے شک سب آوازوں میں بُری آواز گدھے کی آواز ہے۔

حضرت لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے مزید فرمایا: اے میرے بیٹے! جب تم چلنے لگو تو نہ بہت تیز چلو اور نہ بہت سست کیونکہ یہ دونوں باتیں مذموم ہیں، ایک میں تکبر کی جھلک ہے اور ایک میں چھچھورا پن

ہے بلکہ تم درمیانی چال سے چلو نیز شور کرنے اور چیخنے چلانے سے احتراز کرو، بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔مقصود یہ ہے کہ شور مچانا اور آواز بلند کرنا مکروہ و ناپسندیدہ ہے اور اس میں کچھ فضیلت نہیں ، جیسے گدھے کی آواز کہ بلند ہونے کے باوجود مکروہ اور وحشت انگیز ہے (مدارک)

جس طرح بعض لوگ پرانی گاڑیاں لے کر چلتے ہیں، یا قصد کے ساتھ سلینسر نکال دیتے ہیں، جو ماحولیاتی آلودگی کے ساتھ ساتھ Noise Pollution بھی پیدا کرتی ہے۔

سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں زمینی اور فضائی آلودگی سے نجات پانے کا ایک ذریعہ شجر کاری بھی ہے جو کاربن ڈائی آکسائیڈ کے خاتمے اور آکسیجن کی افزودگی کا بہترین ذریعہ ہے آپ ﷺ نے صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کو شجر کاری کی ترغیب بھی دلائی اور درخت لگانے پر اجر ملنے کا مژدہ بھی سنایا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کاشت کرے پس اس میں سے پرندے، انسان یا جانور کھالیں تو اس کے لیے اس میں صدقہ ہے (البخاری)

اسلام نے روز اول سے ہی ماحولیاتی نظام کو خوبصورت رکھنے کی تاکید کی اور اعلان کیا کہ بلاشبہ اللہ تعالی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ یہ جغرافیائی تنوع ہماری دولت تو ہے لیکن ہمارے لیے خطرات کا سبب بھی ہے۔ایک طرف گلیشیئرز پگھلنے اور گلیشیائی جھیلوں کے پھٹنے سے سیلاب کا خطرہ منڈلاتا ہے تو دوسری جانب خشک سالی کے سائے چھائے رہتے ہیں۔سمندری طوفان اور سمندری کٹاؤ جیسے خطرات بھی منہ کھولے آبادیوں کو نگلنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ پاکستان جیسی کمزور معیشت کے لیے ان خطرات سے نمٹنا اتنا آسان کام نہیں۔ماحولیاتی ماہرین اور سائنس دانوں کے مطابق ان تمام مسائل کے پس منظر میں کہیں نہ کہیں جنگلات کی بے دریغ کٹائی بھی شامل ہے۔شاید ہمیں ادراک نہیں کہ ہم اپنے ہاتھوں اپنے لیے جہنم خرید رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں ایک دن درخت لگا رہا تھا، کہ رسول اللہ

(ﷺ) کا میرے پاس سے گزر ہوا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: اے ابو ہریرہ کیا کر رہے ہو، میں نے کہا یا رسول اللہ (ﷺ) درخت لگا رہا ہوں۔ (ابن ماجہ)

جدید دور میں چونکہ پشاور میں ماحول کی خرابی کے باعث ڈینگی مچھر بھی پیدا ہوئی ہے، ڈبلیو ایس ایس پی اس کا سد باب بھی کر رہی ہے، نیز 27 بائیک لوڈرز بھی ماحولیاتی آلودگی ختم کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں، جو ایک اندازے کے مطابق 500 سے 800 کلو گرام گندگی اُٹھاتے ہیں، اس طرح ماحولیاتی آلودگی کو ختم کرنے کے لئے پشاور میں مختلف مقامات پر ڈبلیو ایس ایس پی عوام میں آگاہی مہم چلاتی ہے تاکہ حتی الامکان کوشش کی جائے کہ ماحول صاف ستھرا رہے۔

صحت مند معاشرے کی تشکیل میں مسلمانوں کا کردار

صحت مند معاشرے کی تشکیل میں مسلمانوں کا کردار ہر دور میں اہم رہا ہے صحت کے معاملے میں مسلمان اطباء نے جو کارنامے سرانجام دیئے، وہ نہ صرف مسلمانوں میں بلکہ غیر مسلموں میں بھی قابل فخر سمجھے جاتے ہیں، طبیب اعظم جس کو دنیا بو علی سینا ؒ کے نام سے جانتی ہے۔اسی طرح جدید دور میں ڈبلیو ایس ایس پی صفائی کی صورتحال بہتر بناتے ہوئے صحت مند معاشرے کی تشکیل میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔ جبکہ تاریخ میں اطباء، علما اور دانشور آج بھی بو علی سینا ؒ کو ''طبیبوں کا شہزادہ'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں، آپ کو الشیخ الرئیس، اور حجۃ الحق کے لقبوں سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔آپ پیدائشی علم کے دلدادہ تھے۔ابو علی سینا (ابن سینا) کی پیدائش بخارا کے نزدیک افشانہ کے مقام پر ۹۸۰ء میں ہوئی، آپ کے والد کا نام عبد اللہ تھا۔

ابو علی الحسین کو اسلامی دنیا میں ایک کلچرل ہیرو ہونے کے ساتھ ساتھ گزشتہ ایک ہزار سال کے عرصہ میں اسلام کا سب سے عظیم فلاسفر اور ماہر طب بھی تسلیم کیا جاتا ہے، مشرق میں آپ کو ایک کامیاب حکیم مانا جاتا ہے۔ایسا حکیم جو انسانوں کی جسمانی اور روحانی بیماریوں کا بھی علاج کرے جن ممالک میں آج بھی جہاں یونانی طریقہ علاج کا رواج ہے، وہاں ابو علی سینا ایک روشنی کے مینارہ کی حیثیت میں کھڑے نظر آتے ہیں، مغربی دنیا ان کی کتابوں کی وجہ سے ان کا لوہا مانتی ہے۔آپ نے میڈیسن اور فلاسفی پر چند ایک ضخیم کتابیں تحریر کیں، نیز ایران کی مختلف ریاستوں کے فرمانرواؤں کے درباروں میں بطور شاہی طبیب کے خدمات سرانجام دیتے رہے اگرچہ بعض امرائے وقت نے آپ سے برا سلوک کیا حتیٰ کہ آپ نے کچھ عرصہ جیل میں بھی گزارا۔(امت کے روشن چراغ)

علم طب پر مکمل دسترس ہونے کے باعث حکمران وقت آپ کا گویا مرید تھا شاہی محل کی لائبریری کے دروازے آپ پر ہر وقت کھلے رہتے تھے، سینٹرل ایشیا میں سیاسی حالات اس وقت ایسے تھے کہ محمود غزنوی کی حکومت نے ابو علی سینا کے صوبہ میں لوگوں کی زندگی اجیرن کر رکھی تھی۔لہٰذا آپ بخارا سے ہجرت

کر کے جرجانیہ کچھ عرصے کے لئے قیام پذیر ہو گئے۔ زندگی کے یہ ایام آپ کے لئے بہت عسرت کے تھے۔ آپ کی صحت خراب ہوگئی، یہاں دو سال قیام کیا، ان دنوں وہاں "بویہ" خاندان حکمران تھا ابن سینا نے حکمران شہر فخرالدولہ کے دربار میں چند سال گزارے مگر جلد ہی ہمادان چلے گئے۔ جہاں شمس الدولہ حکمران تھا جب آپ یہاں وارد ہوئے تو کچھ روز بعد وہ بیمار ہوگیا مگر آپ کے علاج سے شفایاب ہوگیا۔ یوں دربار میں ابن سینا کی بہت پذیرائی ہوئی۔

آپ زندگی میں بہت سارے شہزادوں اور سربراہان مملکت کے ذاتی معالج رہے۔ زندگی میں بہت اونچ نیچ آئے خوشی کے دن بھی دیکھے تو سب وشتم بھی، بعض دفعہ امارت کا تو یہ حال تھا کہ حکومت کا انتظار و انصرام آپ کے ہاتھ میں تھا آپ نے حکمرانی بھی کی مگر اس کے باوجود وقت ملا تو علمی و ذہنی کاوشوں میں گزارا، بعض دفعہ ساری رات دعوت وطعام میں گزارتے اور رات ڈھلنے کے وقت فلاسفی یا طب کے پیچیدہ نکات پر لمبے مضامین تحریر کرتے۔

ابو مروان عبدالملک ابن زہر نے سرجری کو بالکل ایک علیحدہ شعبہ بنایا اور اس کے لیے ایک نصاب مقرر کیا بالخصوص مستقبل کے سرجنوں کے لیے جنہیں پریکٹس کی اجازت سے پہلے اس نصاب کی تکمیل لازمی تھی۔ اس نے عام طبیب اور سرجن دونوں کے دائرۂ عمل کے درمیان ایک سرخ علامتی خطِ امتیاز کھینچا کہ ایک عام طبیب کو جراحتی کیفیت میں علاج سے دستبردار ہونا چاہیے اور اسی طرح سرجری کو ایک مخصوص طبی میدان قرار دیا۔ وہ ان اولین معالجین میں سے ہے جنہوں نے مصنوعی بیہوشی کا استعمال کیا۔ سینکڑوں آپریشنوں میں اس نے بھنگ، افیون اور اجوائن خراسانی کے مکسچر میں لتھڑے ہوئے روئی کو مریض کے چہرے پر رکھا۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ اس کی بیٹی اور نواسی دونوں نے طبی علوم حاصل کیے۔ اس امر کو دیکھتے ہوئے اسے عورتوں کو طبی تعلیم دینے کا بانی قرار دیا جاسکتا ہے۔ اگرچہ ان عورتوں کی طبی تعلیم صرف دایہ گیری تک محدود تھی لیکن ان عورتوں نے ایک ایسی روایت کی بنیاد رکھی کہ جدید مغرب کے مقابلے میں مسلمان عورتیں مسلم دنیا میں سات سو سال پہلے طب کی تعلیم حاصل کرتی رہیں جبکہ اس کے

مقابلے میں پہلی امریکی خاتون نے جوہان ہاپکنز یونیورسٹی سے اس واقعے کے سات سو سال بعد میڈیکل کی تعلیم مکمل کی۔(ماہنامہ دارالعلوم)

حضرت لقمان علیہ السلام (یعنی دانشمند) تھے یا طبیب جیسا کہ خاقان ہند حضرت ابراہیم کے ذوق نے کہا اس طرح مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھتے ہیں تو ان کے پاس بدگمان وہم کی دارو وہیں لقمان کے پاس تو قرآن سے صرف حکیم یعنی دانا ہونا معلوم ہوتا ہے، قرآن مجید نے ان کے جو نصائح ذکر کیے ہیں وہ سبھی دینی اور اخلاقی نوعیت کے ہیں، طب وصحت سے ان کا کوئی قریبی تعلق نہیں ہے، اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ طبیب بھی تھے یا نہیں، اطباء کے لیے حکیم کی اصطلاح کا استعمال ماضی قریب میں شروع ہوا ہے(کتاب الفتاوٰی)

ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیماری میں صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے، اور عرض کیا کہ اے خلیفہ رسول علیہ السلام، ہم آپ کے لئے کوئی طبیب بُلا لائیں جو آپ کی نبض دیکھے آپؓ نے فرمایا کہ طبیب نے میری نبض دیکھی ہے، صحابہ کرام نے عرض کیا، پھر کیا کہا، آپ نے فرمایا، اس نے کہا، انی فعال لما یرید
(میں جو کچھ چاہتا ہوں کرتا ہوں)(تاریخ الخلفاء)

الزہراوی ابوالقاسم خلف ابن العباس جو اپنے ہم عصروں میں ”الزہراوی“ کے نام سے معروف ہے، عبدالرحمن سوم کے دارالحکومت قرطبہ کے شمال میں شاہی شہر الزہرا میں 938ء میں پیدا ہوا۔اس کی ذاتی زندگی کے بارے میں بہت ہی کم معلومات موجود ہیں لیکن اس کی جراحتی (سرجیکل) مہارت بے مثال تھی۔الزہراوی نے صرف ایک کتاب چھوڑی ہے جس کا نام ”التصریف لمن عجز عن التالیف“ ہے۔اس کتاب کے نام کا ترجمہ یوں کیا جاسکتا ہے: ”اس شخص کے لیے علمِ طب کی موزوں ترتیب جو اپنے لیے کوئی کتاب تالیف نہ کرسکتا ہو“۔اس نے اپنے 50 سالہ پیشہ وارانہ عہد میں 30 جلدوں پر مشتمل ایسا جامع خلاصہ تیار کیا ہے جس میں طب، جراحت، علم الادویہ اور صحت سے متعلق دوسرے

موضوعات موجود ہیں ۔اس کتاب کی آخری جلد جو تین سو صفحات پر مشتمل ہے صرف سرجری سے متعلق ہے اور یہ پہلی کتاب تھی جو علم جراحت کو با تصویر اور علیحدہ مضمون کے طور پر پیش کرتی تھی ۔(ماہنامہ دارالعلوم)

صحت مند معاشرہ اچھی صحت اور جوانی سے ہی تعلق رکھتا ہے،ایک ایسی بیماری جس کے لئے کسی بھی طبیب کے پاس کوئی دوا نہیں ہوتی،وہ بڑھاپا ہے۔

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ : قَالَتْ الْأَعْرَابُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، أَلَا نَتَدَاوَى ؟ قَالَ : " نَعَمْ يَا عِبَادَ اللَّهِ ، تَدَاوَوْا ، فَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً ، أَوْ قَالَ : دَوَاءً ، إِلَّا دَاءً وَاحِدًا ، قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَمَا هُوَ ؟ قَالَ الْهَرَمُ (ترمذی2038)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ اعرابیوں (بدوؤں) نے پوچھا: اللہ کے رسول! کیا ہم (بیماریوں کا) علاج کریں؟ آپ نے فرمایا، ہاں اللہ کے بندو! علاج کرو، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بیماری پیدا کی ہے اس کی دوا بھی ضرور پیدا کی،سوائے ایک بیماری کے، لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہ کون سی بیماری ہے؟ آپ نے فرمایا،''بڑھاپا''۔

دور جدید میں جہاں آبادی میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے اس طرح کوڑے میں بھی آبادی کے تناسب سے اضافہ ہو رہے ۔ڈبلیو ایس ایس پی روزانہ کی بنیاد پر سات سوٹن سے زیادہ کوڑا کرا کٹ محفوظ طریقے سے تلف کرتی ہے ۔اگر عوام ڈبلیو ایس ایس پی کی ان کاوشوں میں اپنا حصہ ڈالے،مناسب اور مقررہ جگہ پر کوڑے کو پھینکے تو صحت مند معاشرہ بنانا کوئی مشکل نہیں ۔بحیثیت مسلمان اور معاشرے کہ ذمہ دار فرد، ہمارا فرض بنتا ہے کہ کوڑے کو مناسب جگہ ٹھکانے لگائے اور صحت مند معاشرے کی تشکیل میں اپنا کردار ادا کرے۔

بچوں میں صفائی اور منظم ہونے کی عادتیں

ہمارا دین ایک بہترین دین ہے۔جو ہمیں زندگی کے ہر معاملے میں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔دین اسلام جہاں بڑوں کی کئی معاملات میں راہنمائی کرتا ہے۔وہیں بچوں سے متعلقہ امور پر بھی خاص توجہ دیتا ہے۔چناچہ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے۔بچہ اپنے دین (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے۔پھر اسکے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا عیسائی بنا دیتے ہیں۔(مفہوم الحدیث)۔عام طور پر ہمارے معاشرے میں بھی یہ بات کہی جاتی ہے کہ بچہ موم کی مثل ہوتا ہے۔لہٰذا اس سے جو چاہیں بنا لیں۔اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے جب ہم بچوں کے معاملات زندگی کی طرف توجہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ بات سمجھ آنے لگتی ہے کہ جیسے جیسے بچوں کی عمر بڑھتی ہے۔ساتھ ہی بڑھتی عمر کے بچوں کا دماغ نت نئی چیزیں سیکھنے کے لیے بے تاب رہتا ہے۔لہٰذا انہیں جہاں دیگر کئی چیزیں سکھانے کی ضرورت ہوتی ہے، وہاں صفائی ستھرائی کی اہمیت سکھانا بھی اتنا ہی ضروری اور اہم ہوتا ہے۔ڈبلیو ایس ایس پی ان کے لئے مختلف پروگرامات کا انعقاد کرتی ہے تاکہ صفائی ستھرائی کا عمل سیکھ سکے، بچپن ہی سے اُن میں صفائی ستھرائی کا مادہ موجود ہو۔

گھر ہو یا ارد گرد کی جگہیں، ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کے لیے کون سے ہنر سیکھنا ضروری ہیں۔ جب یہ سارے ہنر ایک ساتھ عمل میں لائے جاتے ہیں، تبھی جا کر کسی بھی جگہ کو حقیقی معنوں میں صاف ستھرا رکھا جاسکتا ہے۔آئیے مختلف کاموں اور ان کو کرنے کے ہنر پر ایک نظر ڈالتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ اپنے بچوں کو یہ ہنر کس طرح سکھا سکتے ہیں۔

چیزوں کو علیحدہ کرنا:

صفائی کرنے کے دوران آپ میں یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ چیزوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے ایک جیسی چیزوں کو ساتھ رکھ سکیں۔مثال کے طور پر اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کا بچہ اپنے کپڑے ایک دراز میں رکھے تو غالب امکان یہی ہے کہ آپ چاہتے ہیں کہ موزے، موزوں کی دراز اور

پینٹیں، پینٹوں کی دراز میں رکھی جانی چاہئیں۔مختلف اقسام کی چیزوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے ان میں سے ایک جیسی چیزوں کو اکٹھا کرنے کی صلاحیت آپ کے بچے کو اپنی دنیا اور اپنی چیزیں منظم کرنا سکھائے گی۔ بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ آپ کے بچے کو اس کام میں مہارت حاصل کر لینی چاہیے کیونکہ بچوں کو اسکول میں روزانہ کی بنیاد پر مختلف سرگرمیاں انجام دینے کے بعد بلاکس، ٹوائز اور کلر پنسلز واپس اپنی اپنی جگہ پر الگ کر کے رکھنا ہوتے ہیں۔آپ نے اس سرگرمی کا دائرہ کار اپنے بچے کی کتابوں اور درازوں سے آگے بڑھا کر باورچی خانہ اور دیگر جگہوں تک لے جانا ہے۔آپ کے بچے کو معلوم ہونا چاہیے کہ باورچی خانے میں پلیٹیں کہاں رکھی جاتی ہیں اور گلاس، کپ اور چمچ وغیرہ کہاں رکھے جاتے ہیں۔ پھر آپ محسوس کرینگے کہ آپکا بچہ اب اپنی چیزوں کو سمیٹ کر اپنی اپنی جگہ رکھنے کا عادی ہو گیا ہے۔بس یہ آپکی پہلی کامیابی ہے۔

کپڑے تہہ کرنا:

چاہے آپ کا بچہ تولیہ تہہ کرنا سیکھ رہا ہو یا پھر کپڑے یا دسترخوان، درست انداز میں تہہ کرنے کی صلاحیت حاصل کرنا توجہ اور وقت مانگتی ہے۔کلاس روم میں آپ کے بچے کو کپڑے تہہ کر کے باسکٹ میں رکھنے یا کاغذ کا ٹکڑا تہہ کر کے برف کا گولا بنانے کے لیے کہا جاسکتا ہے۔ ہر قسم کے مٹیریل کو تہہ کرنے کا اپنا انداز ہوتا ہے۔آپ اپنے بچے کو مختلف ٹاسک دے سکتے ہیں، مثلاً اسے دو تولیے اور ایک لفافہ دیں اور کہیں کہ ان تولیوں کو تہہ کر کے لفافے میں رکھنا ہے۔اسی طرح کاغذ کی بڑی شیٹ دے کر آپ اسے تہہ کر کے لفافے میں رکھنے کا بھی کہیں۔ چیزیں تہہ کر کے رکھنے سے آپ کا بچہ منظم ہونا اور اپنی چیزوں کا خیال رکھنا سیکھتا ہے۔ یہ آپکی دوسری کامیابی ہوگی۔

چیزیں منظم کر کے رکھنا:

کلاس روم میں آپ کے بچے کو اکثر ایسے کام کرنے کو کہا جائے گا، جہاں اسے کئی چیزوں کو منظم کر کے انہیں ان کی جگہ پر رکھنا ہوگا، جیسے بلاکس کو بلاک سینٹر میں رکھنا یا پھیلی ہوئی کتابوں کو لائبریری

میں ان کے خانوں میں رکھنا۔آپ اپنے بچے کے لیے گھر پر بھی ایسی دلچسپ اور مزیدار سرگرمیوں کا اہتمام کر سکتے ہیں۔آپ اپنے بچے کو سارے تولیے دیں اور پھر دیکھیں کہ وہ کتنے تولیے الماری میں ایک دوسرے کے اوپر منظم انداز میں رکھ پاتا ہے۔اگر ان میں سے کچھ تولیے گر جائیں تو آپ بچے سے پوچھ سکتے ہیں کہ آخر تولیے کس وجہ سے گر پڑے؟ کیا ان کی اونچائی کم رکھنے کی ضرورت ہے؟ مزید برآں، آپ اپنے بچے کو مختلف جگہوں اور چیزوں کے بارے میں بتائیں کہ کہاں کون سی چیزیں کس طرح رکھی جاتی ہیں۔کتابوں کو ایک دوسرے کے ساتھ رکھا جانا چاہیے یا پھر ایک کے اوپر ایک۔اس کے علاوہ، ان کتابوں کو چھوٹے سے بڑے کی ترتیب میں بھی رکھا جا سکتا ہے۔اگر اس میں ابتدائی مشکل محسوس ہو تو آپ اسکا آغاز بچوں کے کھلونوں سے کر سکتے ہیں۔یہ بچوں کے لئے آسان ہوتا ہے۔اگر آپ اس میں کامیاب ہوتے ہیں تو یہ آپکی تیسری کامیابی ہوگی۔

پونچھنا اور صفائی کرنا:

آپ کے چھوٹے بچے کو کسی نہ کسی مرحلے پر اپنی جگہ یا کھانے کی میز صاف کرنے کی ذمہ داری لینا پڑے گی۔آپ کو اسے یہ بھی سکھانا ہوگا کہ وہ 'ڈسٹ بن' میں چیزوں کو کس طرح پھینکے اور میز پر سے کھانے کے بعد استعمال میں آنے والی تمام چیزوں کو کس طرح صاف کر کے ان کی اپنی جگہ رکھے۔ صرف یہی نہیں، آپ کے بچے کو یہ بھی آنا چاہیے کہ چاک بورڈ کس طرح صاف کرنا ہے اور گاڑی کے شیشے گیلے کپڑے یا پانی سے کس طرح صاف کرنے ہیں (ویسے بھی چھوٹے بچے پانی میں بھیگنے کا موقع تلاش کر رہے ہوتے ہیں)۔اور آپ انکو ایک اچھی تفریح فراہم کر رہے ہیں۔اب یہ آپکی چوتھی کامیابی ہوگی۔

ہر چیز کی ایک جگہ ہے:

چاہے وہ گھر ہو یا کلاس روم، ہر چیز کی اپنی ایک جگہ متعین ہوتی ہے، جیسے کتابیں بُک شیلف میں، کوٹ ہینگر یا ہک پر جب کہ پیپر باسکٹ میں ڈالے جاتے ہیں۔چاہے کلاس روم ہو یا گھر، منظم ماحول میں بچے بہتر انداز میں سیکھتے ہیں اور اسی سے ان کے کامیاب مستقبل کی بنیاد پڑتی ہے۔یہ بہت آسان

ہے کہ بچے کپڑوں اور اسکول کے جوتوں کو کسی بھی کونے میں اتار دیں لیکن اگر ان عادتوں کو ایسے ہی چھوڑ دیا جائے تو آگے چل کر یہ آپ کے لیے اور بچے کے لیے مسائل کا باعث بنیں گی۔ چیزوں کو ان کی اپنی جگہوں پر رکھنا ایک بوجھ محسوس نہیں ہونا چاہیے۔ اپنے بچے میں عادت ڈالیں کہ وہ دن میں ایک دو مرتبہ گھر کے مختلف حصوں پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ کونسی چیز کہاں رکھی جاتی ہے۔ یہ آپکی پانچویں کامیابی ہوگی۔

کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانا:

اپنے بچے میں یہ عادت بھی پروان چڑھائیں کہ وہ جس کام میں ہاتھ ڈالے، اسے پایہ تکمیل تک پہنچا کر ہی چھوڑے۔ چاہے وہ باسکٹ میں کھلونے رکھنا ہی کیوں نہ ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ کچھ کھلونے باسکٹ میں ڈال کر رکھ دے جبکہ کچھ بیڈ کے نیچے اور کسی کونے میں پڑے رہ جائیں۔ اپنے بچے کو سکھائیں کہ وہ اردگرد نظر ڈالے اور کام کو ہر طرح سے مکمل کر کے پھر آگے بڑھے۔ یہ چھٹی کامیابی ہے۔

پانی گلاس میں ڈالنا:

ڈبلیو ایس ایس پی صاف پانی کی فراہمی ممکن بناتی ہے، غیر محفوظ پانی اور خراب صفائی ہیضے، دست و قے، پیچش، ہیپاٹائٹس اے، ٹائیفائیڈ اور پولیو سمیت دیگر امراض کے پھیلاؤ کا سبب بن رہے ہیں۔ ناکافی پانی، صفائی خدمات اور پانی کے وسائل کا غیر مناسب انتظام لوگوں کی صحت کے لئے نقصان دہ ہیں۔ خصوصاً مراکز صحت، جہاں مریض اور عملہ پانی و صفائی کی خدمات کی کمی کی وجہ سے امراض کے شکار ہونے کے خطرے کا شکار ہوتے ہیں۔ آپ کو اپنے بچے کو جو ایک اور ہنر سکھانے کی ضرورت ہے، وہ ہے پانی یا دودھ کو گلاس میں اُنڈیل کر پینا۔ کئی اسکولوں اور جگہوں پر بچوں سے یہ توقع رکھی جاتی ہے کہ وہ پانی یا جوس خود گلاس میں اُنڈیل کر پیئیں۔ آپ اپنے بچے کو اس کی مشق ایک پلاسٹک کے کپ اور جگ یا پانی کی بالٹی کے ساتھ سنک کے پاس کھڑے ہو کر کروا سکتے ہیں۔ آپ اپنے بچے کی حوصلہ افزائی کریں کہ وہ گلاس کو پانی سے بھرے، پھر اسے بتائیں کہ جب گلاس پورا بھرنے لگے تو جگ سے پانی انڈیلنا روک دے۔

مزید یہ کہ، اپنے بچے کو مختلف اقسام کے جگ اور پیچر سے پانی انڈیلنا سکھائیں۔ اس طرح کی

مشق کے بعد اپنے بچے کو باقاعدہ طور پر پینے کا پانی، جوس یا دودھ اپنے گلاس میں انڈیل کر پینے کی دعوت دیں۔ ابتدا میں یقیناً وہ تھوڑا بہت پانی یا دودھ گرائے گا لیکن وہ جلد ہی اس میں مہارت حاصل کرلے گا۔ اس عمل سے آپ کے بچے میں چیزوں کو انجام دینے کی عادت پیدا ہوگی اور اس میں خوداعتمادی پیدا ہوگی۔ یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

جب آپ کے ہاتھ گندے ہو جائیں۔

واش روم استعمال کرنے کے بعد

جانوروں کو چھونے کے بعد

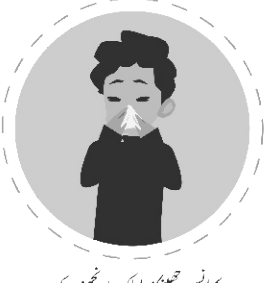
کھانسی، چھینکنے یا ناک پونچھنے کے بعد

کھیلنے کے بعد

کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد

پانی کی ضرورت و اہمیت اسلامی تناظر میں

پانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت عظمیٰ ہے نبی کریم ﷺ کے ارشادات میں اس کی اہمیت وافادیت پر زور دیا گیا ہے، نیز جہاں تک ڈبلیو ایس ایس پی کا تعلق ہے، تو وہ روز اول ہی سے پانی کی اہمیت کو اُجاگر کر رہی ہے تاکہ عوام الناس اس نعمت کو ضائع ہونے سے بچائے، یہ عمل بہ ظاہر نہایت معمولی ہونے کے باوجود نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انسان، حیوان، چرند، پرند، نباتات، ہر ایک چیز کے لئے پانی کی ضرورت پڑتی ہے، آسمان اور زمین، یعنی کائنات کی تخلیق کے ساتھ ہی اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیک وقت پانی کی اتنی مقدار نازل فرمائی جو قیامت تک کرۂ زمین کی ضروریات کے لئے کافی تھی۔ وہ پانی زمین کے نشیبی حصوں میں ٹھہر گیا جس سے سمندر اور بحرے وجود میں آئے اور زیر زمین پانی پیدا ہوا۔

اس ضمن میں ڈبلیو ایس ایس پی ایک اندازے کے مطابق 539 ٹیوب ویل کی آپریشن اینڈ مینٹیننس کر رہی ہے، جو عوام الناس کو صاف پانی دینے کے لئے ایک عظیم خدمت ہے، پانی جیسی عظیم نعمت کو پورا کرنے کے لئے ان ٹیوب ویلز کا ماہانہ خرچہ لاکھوں میں ہے جبکہ بلز کی ادائیگی نہ ہونے کے برابر ہے۔

ہزاروں سال سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قائم کیا ہوا پانی کا یہ مقداری توازن قائم ہے۔ انسان اس توازن میں بگاڑ پیدا کرنے پر بھی قادر نہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِی الْاَرْضِ ، وَ اِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۭ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَۚ (المومنون: 18)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان سے پانی اُتارا ایک اندازہ پر پھر اُسے زمین میں ٹھہرایا اور بے شک ہم اس کے لے جانے پر قادر ہیں۔

الغرض اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اندازے کے ساتھ آسمان سے پانی برسایا کہ اس سے مخلوق کی حاجت پوری ہو جائے جس کو یہ مخلوق اپنی ضرورت کے لئے استعمال کرے پھر اگر مخلوق اس پانی کی ناشکری کرے، اس کو اہمیت نہ دے، تو اللہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ یہ پانی ختم کرلے، پھر مخلوق کیا کرے گی (تفسیر مدارک)

بعض علاقوں میں گرمی کے موسم میں پانی کے لیے لوگ ترس جاتے ہیں ایسے میں جبکہ بورویل وغیرہ بھی سوکھ جاتے ہیں، اس طرح کی پسماندہ علاقوں میں ڈبلیو ایس ایس پی پانی کے ٹینکروں کے ذریعے آب رسانی کی خدمات فراہم کرتی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: اللہ کے رسول: میری والدہ وفات پا گئی ہیں اور ان کی طرف سے کونسا صدقہ زیادہ فضیلت والا ہوگا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: پانی کا صدقہ؛ چنانچہ انہوں نے ایک کنواں کھدوا کر وقف کر دیا اور کہا یہ سعد کی والدہ کے ثواب کے لیے ہے (ابو داؤد، باب فی فضل سقی الماء)

پانی کا یہ توازن جسم کو زندہ اور متحرک رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پانی کی قدرتی خصوصیات یوں تو بے جان اور جان دار دونوں کیلئے انتہائی اہم ہیں۔ مگر جانداروں کیلئے تو پانی آب حیات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کائنات میں مختلف قسم کے مائعات پیدا فرمائے ہیں مگر طبیعی اور کیمیاوی خصوصیات کے باعث صرف پانی ہی کو زندگی کے لئے لازمہ حیات بنایا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے پانی میں ایک انتہائی اہم خصوصیت پیدا فرمائی ہے۔ جو اللہ کے رحمن ہونے کی نشان دہی کرتی ہے۔ پانی منفی چار (۴-) سینٹی گریڈ تک تو دوسرے مائعات کی طرح تبدیل ہوتا ہے مگر اس سے کم درجہ حرارت پر یہ کثیف ہونے کے بجائے لطیف ہو جاتا ہے اور پھیلتا ہے۔ پھر جب پانی برف میں تبدیل ہوتا ہے تو یہ برف، مائع پانی سے وزن میں ہلکی ہوتی ہے، لہٰذا برف پانی کی سطح پر تیرتی رہتی ہے اس کی تہہ میں نہیں بیٹھتی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ-اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ (الانبياء 30)

ترجمہ: اور ہم نے ہر جاندار چیز پانی سے بنائی تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

ہر جاندار چیز کو پانی سے بنانے سے کیا مراد ہے اس کے بارے میں مفسرین کے مختلف اَقوال ہیں: (1) اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو جانداروں کی حیات کا سبب بنایا ہے۔(2) اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر جاندار پانی سے پیدا کیا ہوا ہے۔(3) پانی سے نطفہ مراد ہے۔

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنے اونٹ کو میں نے دروازے ہی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا "اے بنو تمیم! خوشخبری قبول کرو۔" انہوں نے دو بار کہا کہ جب آپ نے ہمیں خوشخبری دی ہے تو اب مال بھی دیجئے۔ پھر یمن کے چند لوگ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ خوشخبری قبول کرلو اے یمن والو! بنو تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی۔ وہ بولے: یارسول اللہ! خوشخبری ہم نے قبول کی۔ پھر وہ کہنے لگے ہم اس لیے حاضر ہوئے ہیں تاکہ آپ سے اس (عالم کی پیدائش) کا حال پوچھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ ازل سے موجود تھا اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی اور اس کا عرش پانی پر تھا۔ لوح محفوظ میں اس نے ہر چیز کو لکھ لیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔" ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ ابن الحصین! تمہاری اونٹنی بھاگ گئی۔ میں اس کے پیچھے دوڑا۔ دیکھا تو وہ سراب کی آڑ میں ہے میرے اور اس کے بیچ میں سراب حائل ہے یعنی وہ ریتی جو دھوپ میں پانی کی طرح چمکتی ہے اللہ تعالیٰ کی قسم، میرا دل بہت پچھتایا کہ کاش، میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہوتی)۔ (البخاری، کان اللہ ولم یکن شیء قبلہ وکان عرشہ علی الماء ثم خلق السموات)

خلیفہ منصور نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نصیحت کرنے کی درخواست کی، تو انہوں نے

پوچھا کہ اگر تمہیں سخت پیاس لگے اور پانی میسر نہ آئے، جان جانے کا اندیشہ ہو، ایسے وقت میں اگر کوئی کہے کہ ایک گلاس پانی میں دیتا ہوں اور تمہاری آدھی سلطنت اس کے عوض میں دینا پڑے گا، تو تم کیا کرو گے؟ بادشاہ نے کہا کہ آدھی سلطنت دے کر ایک گلاس پانی لے لوں گا تاکہ جان بچے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے پھر پوچھا کہ اگر خدانخواستہ اس پانی کے پینے کے بعد تمہارا پیشاب بند ہو جائے اور ڈاکٹرز کہیں کہ اس کا علاج ہو سکتا ہے، اگر آدھی سلطنت اس کے عوض میں ہمیں دے دو گے، تو علاج کر کے پیشاب جاری کریں گے، تم کیا کرو گے؟ بادشاہ نے کہا کہ آدھی سلطنت دے دوں گا اور علاج کراؤں گا؛ تاکہ جان بچ جائے، تو اب اُن بزرگ صاحب نے عجیب بات فرمائی کہ اس سے معلوم ہوا کہ تمہاری کل سلطنت کی قیمت صرف ایک گلاس پانی اور ایک کٹورا پیشاب کے برابر ہے، شکر کرو اُس اللہ کا، جو تمہیں روزانہ پچاسوں گلاس پانی مفت پلا رہا ہے اور غور کرو اس کی قدرت پر جس سے کتنا پیشاب بغیر کسی معاوضے کے بہ آسانی نکل جاتا ہے، اگر اللہ بھی اپنی نعمتیں عوضاً دینے لگے، تو انسان کا جینا مشکل ہو جائے گا۔

یہی وجہ ہے کہ ڈبلیو ایس ایس پی بھی ہر ممکنہ طریقے سے یہ مہم چلاتی ہے کہ پانی ضائع نہ ہو، نیز ڈبلیو ایس ایس پی اس پانی کی کوالٹی ٹیسٹنگ کرواتی ہے تاکہ صفائی کے ساتھ ساتھ انسانی صحت برقرار رہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَصْبَحَ مَآؤُكُمْ غَوْرًا فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ (الملک 30)

ترجمہ: فرما دیجئے: بھلا دیکھو تو اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے تو وہ کون ہے جو تمہیں نگاہوں کے سامنے بہتا ہوا پانی لا دے؟

اللہ تعالیٰ نے دلیل کے طور پر اپنی ایک خاص نعمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اے حبیب ﷺ، آپ ان مشرکین سے فرما دیں کہ اگر صبح کو تمہارا پانی زمین میں دھنس جائے اور اتنی گہرائی میں پہنچ جائے کہ ڈول وغیرہ سے بھی ہاتھ نہ آسکے تو وہ کون ہے جو تمہیں نگاہوں کے سامنے بہتا ہوا پانی

لادے کہ اُس تک ہر ایک کا ہاتھ پہنچ سکے۔ اس کے جواب میں وہ ضرور کہیں گے کہ یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت میں ہے۔

اندازہ کرنا چاہیے اگر خدانخواستہ یہ زمین اور سمندر، یہ چشمے اور کنویں پانی خشک کرلیں، جس طرح آیت مبارکہ میں ذکر ہوا، تو یہ دنیا باقی نہیں رہیگی، زمین پر جاندار ختم ہو جائیں گے، کیونکہ پانی کے ساتھ نہ صرف انسان بلکہ چرند پرند اور باغات و فصلیں سب کی زندگی وابستہ ہے، ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس نعمت عظیم کی قدر کرنی چاہیئے۔

وضو اور غسل میں پانی کے استعمال کے حوالے سے اسلامی احکامات

پانی کے ذریعے جن ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے، ان میں سے ایک اہم کام ناپاک چیزوں کا پاک کرنا ہے۔ حدث اکبر ہو یا اصغر، اس کو دُور کرنے کے لیے پانی کلیدی کردار ادا کرتا ہے۔ کپڑا یا کوئی جگہ یا کوئی برتن ناپاک ہو جائے تو اسے بھی پانی کے ذریعے پاک کیا جاتا ہے اور پاک صاف ہو کر قرب خداوندی کے حصول کی سعی کرتا ہے۔

ڈبلیو ایس ایس پی صاف پانی کی فراہمی کے لئے دن رات محنت کرتی ہے، باوجود اس کے کہ بلز کی ادائیگی نہ ہونے کے برابر ہے، لیکن پھر بھی ڈبلیو ایس ایس پی کا ادارہ اس خدمت خلق کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اسلام کی تقریباً تمام عبادات کا مدار طہارت پر ہے، جس کے لیے پانی بنیادی جز ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ-وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا-وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ-مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (المائدہ :06)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو اور اگر تم بے غسل ہو تو خوب پاک ہو جاؤ اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی بیت الخلاء سے آیا ہو یا تم نے عورتوں سے صحبت کی ہو اور ان صورتوں میں پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرلو تو اپنے چہروں اور ہاتھوں کا اس سے مسح کرلو۔ اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر کچھ تنگی رکھے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ تمہیں خوب پاک کر دے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دے تا کہ تم شکر ادا

کرو۔

دن بدن ہم لوگوں کے اندر سستی اور کاہلی پیدا ہوتی جارہی ہے سب کچھ معلوم ہونے کے باوجود اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نہیں ہوتی۔اسلام باطنی پاکیزگی اور تزکیہ کے ساتھ ساتھ ظاہری وجسمانی صفائی،ستھرائی کا قائل ہے،نماز جو اللہ سے مناجات اور تعلق کا قوی ترین ذریعہ ہے،اس سے قبل وضو کو لازم ٹھہرایا کہ طہارت کے بغیر نماز ہی نہیں۔آیت کریمہ میں اولاً ارکان وضو کی تعلیم دی گئی ہے۔ چہرہ دھونا،کہنیوں سمیت ہاتھ دھونا،سر کا مسح کرنا اور ٹخنوں سمیت پاؤں دھونا صرف یہ چار چیزیں تو وضو میں فرض ہیں،اس کے علاوہ باقی چیزیں کچھ مسنون ہیں اور کچھ مستحب ہیں۔(تفسیر ماجدی)

وضو اور غسل کے لئے جتنا پانی ضروری ہوتا ہے،اتنا ہی استعمال کرنا چاہیے،ڈبلیو ایس ایس پی اس ضمن میں اشتہارات،اعلانات،کانفرنسز،اجتماعات کے ذریعے لوگوں کو آگاہ کرتی ہے کہ پانی ضائع نہ ہو۔ وضو کے چار فرض ہیں:(1) چہرہ دھونا۔(2) کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا۔(3) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔(4) ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔

اگرچہ ایک وضو سے بھی بہت سی نمازیں فرائض ونوافل درست ہیں مگر ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو کرنا زیادہ برکت وثواب کا ذریعہ ہے۔بعض مفسرین کا قول ہے کہ ابتدائے اسلام میں ہر نماز کے لئے جداگانہ وضو فرض تھا بعد میں منسوخ کیا گیا اور جب تک بے وضو کرنے والی کوئی چیز واقع نہ ہو ایک ہی وضو سے فرائض ونوافل سب کا ادا کرنا جائز ہو گیا۔(مدارک)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ ، عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ ، قَالَ : رَقِيتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ عَلَى ظَهْرِ الْمَسْجِدِ فَتَوَضَّأَ ، فَقَالَ : إِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ : " إِنَّ أُمَّتِي يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِينَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوءِ ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يُطِيلَ غُرَّتَهُ فَلْيَفْعَلْ (البخاری 136)

ترجمہ: سعید بن ابی ہلال سے نقل کرتے ہیں، وہ نعیم المجمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ؒ میں (ایک مرتبہ) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی چھت پر چڑھا۔ تو آپ نے وضو کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے۔ تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے (یعنی وضو اچھی طرح کرے)۔

اسی طرح شریعت نے وضو اور غسل کے لیے پانی کی کوئی خاص مقدار مقرر نہیں فرمائی، بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے وضو اور غسل کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہو جائے اس کا استعمال درست ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ وضو کے لیے عموماً ایک مُدّ اور غسل کے لیے ایک صاع پانی استعمال فرماتے تھے، البتہ بعض روایات میں اس سے کم و بیش مقدار میں پانی کا استعمال بھی ثابت ہے۔ احادیث سے ثابت شدہ اس مقدار سے متعلق فقہائے امت فرماتے ہیں کہ یہ کوئی ایسی مقدار نہیں کہ صرف اسی پر عمل کرنا لازم ہو، بلکہ یہ وہ ادنیٰ مقدار ہے جو مسنون وضو اور غسل کے لیے عموماً کافی ہو سکتی ہے، البتہ اگر کسی شخص کو مسنون وضو یا غسل کے لیے اس مقدار سے کم پانی کافی ہو جائے یا اس سے زیادہ پانی درکار ہو تو اپنی مطلوبہ مقدار میں پانی کا استعمال بالکل درست ہے، اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ وضو اور غسل میں تین بار اعضا دھونے کی سنت کے لیے جس قدر بھی پانی کافی ہو جائے تو اس قدر پانی کا استعمال بالکل جائز بلکہ شریعت میں مطلوب ہے۔ اس میں یقیناً ان حضرات کے لیے بڑی تنبیہ ہے کہ جو وضو اور غسل میں پانی ضائع کرتے ہیں۔ (فتاویٰ محمودیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

ڈبلیو ایس ایس پی کے ساتھ بہت سارے اہلِ خیر بھی مسجدوں میں واٹر کولر (Water Cooler) لگا دیتے ہیں تاکہ مسجد میں آنے والوں کو ٹھنڈا پانی مل سکے، بعض لوگ اسی پانی سے وضو بھی کرنے لگتے ہیں جبکہ جو پانی پینے کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہو، اس سے وضو کرنا درست نہیں، بلکہ حضرات فقہا نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اگر پینے کے پانی کے حوض میں پانی موجود ہو، اور دوسرا پانی قریب میں

دستیاب ہی نہ ہو، تب بھی اس پانی سے وضو کرنے کے بجائے تیمم کر لینا چاہیے کیونکہ ایک تو اس پانی سے وضو کرنا واقف کے منشا کے خلاف ہے، دوسرے لوگوں کے لیے دشواری اور تکلیف کا باعث ہے، لہٰذا مسجد میں لگے واٹر کولر کے پانی سے وضو کرنا درست نہیں ہے۔ (الدر المختار)

عن ابی هريره قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ وَهُوَ جُنُبٌ ، فَقَالَ : كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ؟ قَالَ : يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلً (مسلم 657)

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب تم میں کسی کو نہانے کی حاجت ہو تو وہ تھمے ہوئے پانی میں نہ نہائے۔" لوگوں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا: پھر کیا کرے؟ انہوں نے کہا: ہاتھوں سے پانی لے کر نہائے۔

اسی طرح برہنہ ہو کر غسل کرتے ہوئے قبلے کی طرف رخ بھی نہ کیا جائے اور پشت بھی نہ کیا جائے کیوں کہ یہ جائز نہیں۔ (البحر الرائق)

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " يُجْزِئُ مِنَ الْوُضُوءِ مُدٌّ ، وَمِنَ الْغُسْلِ صَاعٌ " ، فَقَالَ رَجُلٌ : لَا يُجْزِئُنَا ، فَقَالَ : " قَدْ كَانَ يُجْزِئُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنْكَ ، وَأَكْثَرُ شَعَرًا " ، يَعْنِي : النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.(ابن ماجه 270)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وضو میں ایک مد اور غسل میں ایک صاع پانی کافی ہے"، اس پر ایک شخص نے کہا: ہمیں اتنا پانی کافی نہیں ہوتا، تو انہوں نے کہا: تم سے بہتر ذات کو، اور تم سے زیادہ بالوں والے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کو کافی ہو جاتا تھا۔

موجودہ دور میں جن چیزوں میں بھی قحط اور قلت کا اندیشہ ہے، ان میں اعتدال تدارک کا بڑا اور اہم ذریعہ ہے اگر احتیاط اور اعتدال کا سہارا لیا جائے تو بڑی حد تک پانی کی کمی کے اندیشے دور ہو سکتے

ہیں۔وضو اور غُسل دونوں میں ضرورت کے مطابق پانی کا استعمال کرنا چاہیئے تا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی ناقدری بھی نہ ہو اور طہارت بھی حاصل ہو سکے۔

پانی کا استعمال اور اسراف اسلامی نقطہ نظر میں

کائنات کا خالق مالک رازق معبود و مربی صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے پھر کائنات کی تخلیق کا اصل مقصد انسان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور خصوصی رحمت کیوجہ سے اس جہاں کو انسانیت کے لئے اپنی بے حد نعمتوں کا ایک لا محدود خزانہ بنا دیا اس عالم کی ہر چھوٹی بڑی چیز انسان کے لئے بالخصوص اور جاندار مخلوق کے لئے بالعموم بیش بہا نعمت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (سورۃ نحل آیت نمبر 14 پارہ نمبر 14) ترجمہ: اور اگر شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو نہ پورا کر سکو گے ان کو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا (سورۃ لقمان آیت نمبر 20 پارہ نمبر 21) ترجمہ: اور پوری کر دیں تُم پر اپنی نعمتیں کھلی اور چھپی۔۔اللہ تعالیٰ کی ہر نعمت بڑی ہے انسان ہر وقت ہمہ تن اپنے خالق کی ہر نعمت کا محتاج رہتا ہے کوئی جاندار مخلوق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال کئے بغیر ایک لمحہ زندہ نہیں رہ سکتا لہٰذا بندے اپنے منعم حقیقی کے نعم کی قدردانی فرض ہے ناقدری اور ناشکری ناجائز ہے خالق ارض و سماء کے ان لامحدود انعامات میں سے ایک انتہائی عظیم نعمت پانی ہے ہے جاندار مخلوق کی تخلیق کی بنیاد اللہ تعالیٰ نے پانی پر رکھی ہے مادہ تخلیق کائنات پانی کو بنایا ہے، ڈبلیو ایس ایس پی پانی کے صحیح استعمال کی بار بار تاکید بھی کرتی ہے، اور صاف پانی کی سہولت کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی نے واٹر فلٹریشن پلانٹس بھی بنائے ہیں۔

اللہ جل و علیٰ نے زمین کو انسان کے لئے ایک بے مثال فرش بنایا اس قدرتی فرش پر پہاڑوں کے بھاری اور اونچے میخ گھاڑ دیئے جس نے اس فرش کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے اس پہاڑی سلسلے کو دنیا میں پھیلا دیا جس سے عظیم مناظر نظر آتے ہیں پھر انہی پہاڑوں کے اندر سے پانی کے نہ ختم ہونے والے چشمے جاری کر دیئے جن کا صاف ستھرا ہر قسم کی آلودگی اور جراثیم سے پاک پانی دن رات تسلسل کیساتھ بہتا ہوا دیہات شہروں اور صحراؤں میں چلتا ہے مخلوق خدا اس پانی سے مختلف قسم کے بے

شمار منافع حاصل کر رہی ہے بعض اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر برف باری ہوتی ہے۔

دیگر انعامات کی طرح پانی کے استعمال میں اللہ تعالیٰ نے بندے کو بقدر ضرورت و بقدر حاجت استعمال کرنے کا پابند بنایا اسکے ضائع کرنے کو منع فرمایا اسکے آلودہ کرنے کو ناقدری قرار دیا اسکے استعمال میں اسراف کرنے کو ناجائز قرار دیا پانی کے بے جا استعمال کو شیطانی کام اور اسکا محرک شیطان بتایا، ڈبلیو ایس ایس پی پانی کے استعمال کے لئے مقرر کردہ اوقات میں ٹیوب ویلز چلاتی ہے تاکہ پانی میسر ہو، عوام کو چاہیئے کہ وہ اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اس کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھیں۔

وضو جو کہ ایک اہم اسلامی فریضہ ہے اس اہم فریضے میں بھی شرعی طور پر پانی کے استعمال میں اسراف کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے حدیث شریف کا مفہوم ہے سعد رضی اللہ عنہ وضو بنا رہے تھے آپ ﷺ کی نظر پڑی تو اس پر نکیر فرماتے ہوئے فرمایا، یہ کیا اسراف کر رہے ہو سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کیا وضو میں بھی اسراف ہے یعنی وضو تو ایک عبادت ہے اس عبادت کی ادائیگی میں اگر کوئی زیادہ پانی بہائے تو یہ بھی ناجائز اور اسراف میں آتا ہے حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا اگر تو وضو کرتے وقت کسی چالو نہر کے کنارے بیٹھے ہو، پھر بھی اسراف منع ہے آپ ﷺ کے جواب کا مقصد یہ ہے کہ اگر پانی بہت ہو پھر بھی بغیر ضرورت کے اسکے استعمال میں اسراف کرنا منع ہے۔

حکمت اور فلسفہ یہی ہے کہ انسان پانی کے استعمال میں اسراف کرنے سے بچایا جائے اور پانی کی اہمیت کو انسانوں کے دلوں میں آجاگر کیا جائے اور پھر ہر مرتبہ پانی بہانے میں بھی احتیاط ملحوظ رکھنا ضروری قرار دیا گیا کہ بقدر ضرورت پانی بہایا جائے پانی کی اسی اہمیت کے پیش نظر اسمیں اسراف کا محرک شیطان بتایا اور اس کام کو شیطانی کام کہا گیا حدیث شریف کا مفہوم ہے پانی جو کہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم گران قدر نعمت ہے اور شیطان انسان کا ازلی فطری دشمن ہے اسکی اس دشمنی کا یہی تقاضا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے محروم کیا جائے اور نعمتوں سے محرومی کا راستہ اللہ تعالیٰ کے انعامات اور احسانات کی ناقدری اور ناشکری کرنا ہے اور پانی کی نعمت کی ناقدری اسکے استعمال میں اسراف کرنا اس کو ضائع

کرنا ہے۔اس مملکت خداداد پاکستان کے شہری ہونے اور ایک اچھے انسان اور مخلص مسلمان ہونے کے ناطے ہم عہد کریں کہ ہم انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس کرتے ہوئے پانی کی حفاظت طہارت صفائی ستھرائی میں اپنا پورا کردار ادا کرینگے اس سلسلہ میں ڈبلیو ایس ایس پی کے ساتھ تعاون کرینگے تاکہ پانی کے فضول استعمال کو روکا جاسکے اور ہم اس نعمت کی قدر کرتے ہوئے اس کے فضول استعمال سے اجتناب کرینگے۔

پانی کے تحفظ کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی جو اصول وضوابط طریقہ کار شائع کیا ہے ان پر من و عن عمل کرنگے اور انکی ترجیح کر کے عوام الناس کو اس طرف راغب کرنے کی اپنی پوری سعی و کوشش کرینگے اور اس ملک کے رہنے والے بھائیوں کو صاف ستھرا پانی مہیا کرنے مین اپنا بھرپور کردار کرنے رہینگے۔

بل کی عدم ادائیگی ایک مستقل گناہ دین اسلام کی روشنی میں

حکومت وقت رعیت کو انکی ضروریات زندگی مہیا کرنے ان تک پہنچانے کیلئے بہت سے انتظامات کرتی ہے اس لئے حکومت وقت ان ضروریات کے عوض اخراجات کا بوجھ کم کرنے کی غرض سے کچھ معاوضہ مقرر کرتی ہے جس کو بل کہا جاتا ہے پانی بجلی گیس وغیرہ کے ان بلوں کی پوری اور بروقت ادائیگی ہر مسلمان پر شرعاً فرض اور ضروری ہے بل کی عدم ادائیگی حرام میں آتا ہے سب سے کم مقدار کا بل پانی کا ہے ایک طرف تو ہماری تمام ضرورتیں ہر وقت ہر چیز کھانے پینے دھونے وضو بنانے غسل کرنے نمازیں پڑھنے میں پانی کے محتاج رہتی ہیں اگر کسی گھر میں ایک دن کے لئے بروقت پانی نہیں پہنچتا تو اس دن اس کے گھر کے اندر رہنے والے لوگ کتنی تکلیف اور پریشانی میں ہوتے ہیں دوسری طرف سب سے تھوڑا بل ہی پانی کا مقرر کیا گیا ہے لیکن پھر بھی لوگ پانی کا بل ادا نہیں کرتے جو کہ انتہائی غلط اور گناہ کی بات ہے بل کی ادائیگی کے بغیر پانی استعمال کرنا ناجائز ہے گناہ ہے بل کی عدم ادائیگی ایک مستقل گناہ ہے عدم ادائیگی کی صورت میں پانی حاصل کرنا بھی گناہ ہے۔

اگرچہ ڈبلیو ایس ایس پی بوسیدہ پائپوں کو ختم کر کے نئے پائپ لگاتی ہے، لیکن پھر بھی گلیوں رستوں میں اہل علاقہ کا جو پائپ لیک ہو جاتا ہے جن سے ہر وقت پانی بہتا ضائع ہوتا ہے، ایک تو پانی کا فضول ضائع ہونا اس میں نعمت کی ناقدری ہوتی ہے۔ دوسری بات راستوں کا ماحول گندہ ہوتا ہے۔ تیسری بات ضرورت مند لوگوں تک پانی پورا نہیں پہنچتا۔ چوتھی بات راستے پر گزرنے والے کو تکلیف ہوتی ہے بعض اوقات چھینٹے اڑ کر کپڑوں پر لگ جاتے ہیں بعض اوقات چھوٹے بچے یا بزرگ حضرات پسل کر گر جاتے ہیں لہٰذا ان مفسدات سے بچنے کیلئے ایسے پائپ کی بروقت مرمت کرنا ضروری ہیں یا پھر ڈبلیو ایس ایس پی کو شکایات نمبر **1334** اطلاع دینا ضروری ہے۔

ریاست اور حکومت وقت کی ذمہ داری ملک کے باشندوں کو ان زندگی کی بنیادی ضروریات مہیا کرنا ہے ضروریات زندگی کے راہ میں جتنی رکاوٹیں آتی ہیں انکو دور کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی

ہے اور عوام کو زیادہ سے زیادہ سہولیات دینا حکومت وقت کا فریضہ ہے انسانی زندگی کو صحت اور امن عامہ کو تحفظ دینا اسکے لئے دستور طریقہ کار وضع کرنا حکومت کا کام ہے نظام حکومت چلانا ایک فرد کی بس کی بات نہیں ایک مخصوص محکمہ کا کام نہیں بلکہ ریاست کے نظام کو اچھے طریقے اور خوش اسلوبی سے سنبھالنے اور چلانے کیلئے اور رعیت کے مختلف ضروریات کے تحفظ اور ان ضروریات کو عوام کو بروقت اور آسانی سے پہنچانے کیلئے دنیا کی حکومتیں اور ریاستیں مختلف محاکم وضع کرتی ہیں۔ پھر ہر ایک محکمہ کیلئے اس کی ذمہ داریوں کا تعین کرتی ہیں ان مختلف محکموں کا ایک دوسرے سے رابطہ ہوتا ہے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں ایک دوسرے پر اعتماد کرتے ہیں پھر ہر ایک کیلئے سربراہ کا تعین کیا جاتا ہے اسکے لئے نائب کا تعین کیا جاتا ہے انکے مخصوص نام ہوتے ہیں انکے مختلف القاب ہوتے ہیں سربراہ کو مقرر کرنے کیلئے حکومت چند شرائط اور قیود وضع کرتی ہے انکے تعین کیلئے ایک مخصوص معیار کا تعین کیا جاتا ہے۔ سب سے اہم اور بنیادی چیز عوامی تعاون ہے محکموں کے ساتھ جب تک ریاستیں عوام کا تعاون ساتھ نہ ہو تو عملی طور پر وہ ناکام خلل وانتشار اور بدنظمی کا شکار ہوتے ہیں اس لئے سب سے کامیاب محکمہ یہی ہے جو عوامی تعاون کو ساتھ لے کر چلے کامیاب محکمہ کا سربراہ وہی ہے جس کا عوام سے مسلسل رابطہ رہتا ہے جس کو عوام کی پذیرائی حاصل ہو جس طرح ڈبلیو ایس ایس پی ہے، جو صفائی ستھرائی کے لئے عوام سے مسلسل رابطے میں ہوتی ہے، کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے گھر کی دہلیز پر ان کے اہلکار آتے ہیں، صفائی ستھرائی کے مختلف طریقوں سے مہم چلاتی ہے، تاکہ یہ شہر صاف رہے، اسی لئے ہر ایک مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ریاستی اداروں اور محکموں کے ساتھ تعاون کریں ان سے رابطہ کریں ان کی ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں ان کیساتھ مدد کرے، ملکی اداروں کی کامیابی ملک کی کامیابی ہوتی ہے۔

پانی کے بغیر نہ عبادت مکمل ہوسکتی ہے اور نہ معاملات، عوام الناس تک اس کو پہنچانے گھر گھر محلے محلے تک اسکے پہنچانے کیلئے جو محکمہ ذمہ داری اُٹھا کر خوش اسلوبی سے یہ خدمت سرانجام دے رہا ہے وہ ڈبلیو ایس ایس پی کے نام سے متعارف اور مشہور ہے یعنی (واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز پشاور) یہ محکمہ دن

رات اہل پشاور کو پانی کی ضروریات زندگی پوری کرنے کیلئے آب رسانی کیساتھ ساتھ پانی کے تحفظ اور پانی کی عظیم نعمت کے بے جا استعمال کو روکنے میں مصروف عمل ہے، اور اسکے ساتھ ہی وطن اور اہل وطن کو ماحولیاتی آلودگی کے مہلک خطرات سے تحفظ دینے کے مشن میں مشغول ہے اس مقصد کے حصول کیلئے روزانہ کی بنیاد پر پشاور شہر سے ٹنوں کی مقدار میں کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے میں ہنگامی بنیادوں پر کام ہوتا ہے۔اس عظیم انقلابی مشن کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے محکمہ اور اسکے ذمہ داران اور اہلکاروں کو عوامی تعاون کی انتہائی ضرورت ہے اور عوام کے لئے اس میدان عملی میں محکمے سے ہر قسم کا تعاون کرنا ان کا دینی اخلاقی اور معاشرتی فریضہ ہے۔حکومت کی جانب سے مہیا کردہ پانی کے سلسلے میں عوام پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کی پاسداری اور رعایت رکھنا عوام پر لازم اور ضروری ہے۔

:پانی کے استعمال میں اسراف کرنے سے بچنا۔

:پانی کے بے موقع اور بے جا استعمال سے اجتناب کرنا۔

:غیر قانونی طریقے سے پانی کا کنکشن لینا۔

:اپنا ذاتی یا سیاسی اثر رسوخ استعمال کرکے غیر قانونی طریقے سے کنکشن لینے سے احتراز کرنا۔

کسی سرکاری ملازم کو رشوت دیکر چوری کے راستے سے پانی کا کنکشن لینا حرام اور گناہ در گناہ ہے دھوکہ دہی، چوری، حکومت کے قانون کی نافرمانی جھوٹ دوسروں کے حقوق کا غصب۔سرکاری اہلکاروں کو رشوت خوری میں مبتلا کرنا اور خود رشوت کے گناہ کا مرتکب ہونا غیر قانونی طریقے سے کنکشن لینا ان جیسے بڑے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے پانی کا کنکشن قانونی طریقے سے لیکر پھر دوسرے محلے کو اس سے کنکشن دینے سے بچنا کونکہ ایسا کرنا قانونی اور شرعی دونوں اعتبار سے ممنوع ہے۔

جو لوگ چوری سے پانی کا کنکشن لگا لیتے ہیں ان کیلئے اس پانی کا استعمال شرعی ناجائز ہے حالانکہ وہ اس پانی سے وضو اور غسل کرتے ہیں کپڑے دھوتے ہیں پھر انہی کپڑوں میں وہ نماز پڑھتے ہیں دیگر عبادات ادا کرتے رہتے ہیں اس پانی سے کھانا، چائے وغیرہ پکاتے ہیں پھر یہی کھانا کھاتے

ہیں بحیثیت ایک مسلمان شہری ان ساری چیزوں پر غور کر کے اہل علم حضرات مفتیان عظام سے معلومات حاصل کرنا ضروری ہے اگر وہ اس کام کے حرام اور ناجائز کہنے کا کہیں تو پھر اس سے منع ہو کر صدق دل سے توبہ کر کے ہمیشہ کیلئے نادم ہونا ضروری ہے۔

حکومت وقت کی طرف سے عوام الناس کو جو پانی مہیا کیا جاتا ہے اسمیں تمام شہریوں کو بالعموم اور جو پانی جس علاقہ کو دیا جاتا ہے اس علاقہ کے تمام لوگوں کا حق ہوتا ہے لہٰذا عام چوری اور قومی چوری کے درمیان بہت فرق ہے قومی چوری بہت خطرناک گناہ ہے کس کس سے معافی مانگی جائیگی جبکہ یہ چوری صرف ایک گناہ نہیں بلکہ بہت سے گناہوں کا مجموعہ ہے دھوکہ دہی بھی ہے، حقوق العباد کی حق تلفی بھی ہے لوگوں کو ضرر اور تکلیف دینے کا ذریعہ بھی ہے اولوالامر اور حکام کی نافرمانی بھی ہے حکومت کے قانون کی قانون شکنی بھی ہے ملک کے اندر انتشار پھیلانے کا ذریعہ بھی ہے ملک کی کمزوری کا باعث بھی ہے ان ساری برائیوں کے علاوہ انتہائی خطرناک بات یہ ہے کہ اس نازک گناہ کو بہت پڑھے لکھے لوگ بھی کرتے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے ایک روز صحابہ کرام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا بتاؤ تمہارے نزدیک فقیر کون ہے ہر ایک نے اپنے خیال اور فکر کے مطابق جواب دیا آخر میں آپؐ نے جواب دیا کہ میری امت کا فقیر وہ مسلمان ہے جس نے دنیا کے اندر بہت نیک کام کئے ہونگے صوم وصلوۃ کا پابند ہوگا ادائیگی زکوۃ باقاعدگی سے کی ہوگی حج اور عمرے کئے ہونگے لوگوں کے نزدیک نیک صالح ہوگا لیکن اسکے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو ضائع کیا ہوگا کسی کا کوئی حق دیا ہوگا کسی دوسرے کا حق کھایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے پیشی کے وقت اس سے پوچھا جائیگا کہ ساتھ کیا لائے ہو تو وہ اعمال کے ڈھیر اور ثواب کے پہاڑ لا کر پیش کر دے گا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہو کر پوچھے گا کسی کا تو اس پر کوئی حق نہیں کسی کا تو کوئی دعویٰ نہیں؟ اس پر تو ہر طرف سے دعویٰ کرنے والے اٹھ کر دعویٰ کرینگے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا فلاں عبادت کا ثواب فلاں کو دو فلاں عبادت کا ثواب فلاں کو دیدو، الغرض یہ کہ ان کی تمام

عبادات کے ثواب ان لوگوں کو دیدیئے جائیں گے جنکے حقوق اس نے دنیا کے اندر کھائے تھے اس بندے کے نیک اعمال تقسیم ہو کر ختم ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے جس شخص نے اس پر دعویٰ کیا اس کے بُرے اعمال کے گناہ اس پر ڈالیں دوسرا آئیگا تو یہی حکم دیا جائیگا تو وہ شخص ان گناہوں کیوجہ سے جہنم میں ڈال دیا جائیگا، اس حدیث کے مفہوم سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ قومی اور اجتماعی حقوق کھانا کتنا خطرناک ہے مسلمان کے اعمال صالحہ کے اجر و ثواب کو برباد کر دیتا ہے۔

بعض وقت کسی ملازم کو رشوت دیکر بل کی ادائیگی سے فی الوقت جان چُھڑائی جاتی ہے جو سارے گناہوں سے خطرناک گناہ ہے پھر اسی پانی کے زریعہ کتنی اہم عبادات ادا کی جاتی ہیں مذکورہ تفصیلات کے رو سے اہل وطن سے عموماً اور اہل پشاور سے خصوصاً گزارش کی جاتی ہے کہ آئیں ہم سب ملکر بحیثیت ایک مسلمان اور بحیثیت ایک اچھی شہری اور معاشرے کے ایک ذمہ دار فرد کے طور پر گزشتہ کوتاہیوں پر اللہ تعالیٰ کے ہاں نادم ہو کر صدق دل سے توبہ کریں اور جن حقوق کی ہم نے حق تلفی کی ہے اسکی معافی مانگیں اور آئندہ کیلئے بل کی صحیح اور پوری ادائیگی کا عزم کریں اور انفرادی اور اجتماعی قومی اور سرکاری یا غیر سرکاری ہر قسم کے دوسروں کے حقوق کھانے غصب کرنے سے اجتناب کریں۔ غیر قانونی کنکشن کو ختم کریں پانی کے استعمال میں نہایت ہی احتیاط کریں پانی کو صرف اور صرف بنیادی ضروریات میں ضرورت کی حد تک استعمال کریں گھر کے اندر راستے میں یا محلے میں علاقے میں جہاں پانی کے ضائع ہونے کو دیکھیں تو اسکا فی الفور سد باب کریں یا محکمے کو فوری اطلاع دیں اور عوام الناس کے دلوں میں ان کی اہمیت پیدا کرنے کیلئے محکمہ ڈبلیو ایس ایس پی سے ملکر تحریک چلائیں۔

صاف پانی نعمت خداوندی ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں

دنیا میں زندہ رہنے کے لئے صاف پانی ایک اہم حیثیت کی حامل ہے، صاف پانی نہ ہو، تو نہ صرف انسان بلکہ حیوانات، نباتات، جمادات، بھی بیمار پڑتے ہیں، اور اس بیماری کی وجہ سے موت کے مُنہ میں چلے جاتے ہیں، بدبودار، سڑا ہوا، بدذائقہ اور باسی پانی ہرگز نہیں پینا چاہیے۔ بے موسم بارش کا پانی، درختوں سے ڈھکے ہوئے کنوؤں کا پانی جس میں پتے گر کر سڑتے رہتے ہوں اور جوہڑوں کا پانی مضر صحت ہے۔ وبائی امراض کے دنوں میں پانی کو جوش دیکر پھر چھان کر صاف برتنوں میں بھر لینا چاہیے اور ٹھنڈا ہونے پر پینا چاہیے۔ ڈبلیو ایس ایس پی Covid 19 کی وباء میں عوام الناس کو اس بیماری سے احتیاطی تدابیر بھی دی تھیں، اس کے ساتھ ساتھ ہر ادارے، سکول، کالج، مدرسہ، نیز ہر چوک، بازاروں وغیرہ میں ڈبلیو ایس ایس پی نے واٹر ٹینک رکھے ہوئے تھے، تاکہ صاف پانی سے بار بار ہاتھ دھویا جائے، اور اس بیماری سے نجات ممکن ہو سکے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

وَ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ بُشْرًۢا بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖۚ-وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُوْرًاۙ، لِّنُحْیِ بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا وَّ نُسْقِیَهٗ مِمَّا خَلَقْنَاۤ اَنْعَامًا وَّ اَنَاسِیَّ كَثِیْرًا (الفرقان 48-49)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے اپنی رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔ تاکہ ہم اس کے ذریعے کسی مردہ شہر کو زندہ کریں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں۔

معبود صرف وہی ہے جس نے بارش ہونے سے پہلے ہواؤں کو بھیجا جو بارش آنے کی خوشخبری دینے والی ہوتی ہیں اور ہم نے آسمان کی طرف سے پانی اتارا جو کہ حدث ونجاست سے پاک کرنے والا ہے تاکہ ہم اس پانی کے ذریعے خشکی سے بے جان ہو جانے والی سرزمین کو سرسبز وشاداب کر کے زندہ

کر دیں اور وہ پانی اپنی مخلوق میں سے جانوروں اور بہت سے لوگوں کو پلائیں (روح البیان)۔اس سے معلوم ہوا کہ بارش اللہ تعالیٰ کی بڑی عظیم نعمت ہے اور اس کے بے شمار فوائد ہیں کہ اس کے ذریعے خشکی کی وجہ سے بے جان کھیتیاں سرسبز ہو کر زندہ ہوتی ہیں،لوگوں کو پاکی حاصل کرنے اور دیگر ضروریات کو پورا کرنے کیلئے صاف پانی ملتا ہے اور مخلوقِ خدا سیراب ہوتی ہے۔آج کل سائنس دانوں نے ایسا آلہ ایجاد کیا ہے کہ گندی نالیوں کے پانی کو صاف وشفاف بنا دیتا ہے،بظاہر اس میں کوئی خرابی نظر نہیں آتی،اب کیا یہ پانی پلید ہوگا یا نہیں؟ صاف ہو جائے گا،پاک نہیں ہوگا،صاف اور پاک میں بڑا فرق ہے۔(آپ کے مسائل اور ان کا حل،ج 02)

پانی کو صاف رکھنے کے لئے کسی صاف برتن میں محفوظ کر لینا چاہئے،

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ : كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاسْتَسْقَى ، فَقَالَ رَجُلٌ : يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَا نَسْقِيكَ نَبِيذًا ؟ ، فَقَالَ : بَلَى ، قَالَ : فَخَرَجَ الرَّجُلُ يَسْعَى فَجَاءَ بِقَدَحٍ فِيهِ نَبِيذٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : " أَلَّا خَمَّرْتَهُ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَيْهِ عُودًا " ، قَالَ : فَشَرِبَ .(مسلم 5244)

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے،ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی مانگا۔ایک شخص بولا: یارسول اللہ! میں آپ کو نبیذ پلاؤں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اچھا۔" وہ دوڑتا گیا اور ایک پیالہ نبیذ کا لیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" تو نے اس کو ڈھانپا کیوں نہیں؟ ایک لکڑی ہی آڑی رکھ لیتا۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پیا۔

صاف پانی کو صاف رکھنے کی حتی الامکان کوشش ہونی چاہئے،یہاں تک کہ پانی پیتے وقت گلاس یا کسی دوسرے برتن میں لمبی سانس لینے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا شَرِبَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَنَفَّسْ فِي

الْإِنَاءِ ، وَإِذَا بَالَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ ، وَإِذَا تَمَسَّحَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِينِهِ (البخاری 5630)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص پانی پیئے تو (پینے کے) برتن میں (پانی پیتے ہوئے) سانس نہ لے اور جب تم میں سے کوئی شخص پیشاب کرے تو داہنے ہاتھ کو ذکر پر نہ پھیرے اور جب استنجاء کرے تو داہنے ہاتھ سے نہ کرے۔

پانی کا سب سے اہم کام یہ ہے کہ وہ خون کو گاڑھا یا خشک ہونے سے بچاتا ہے۔اس کے علاوہ جسم کے اندر سے تمام میل کچیل اور زہریلے مادے جذب کر کے پیشاب اور پسینے کے راستے خارج کر دیتا ہے۔ظاہر ہے اگر پانی نہ ہو یا اس کا استعمال بہت ہی کم کیا جائے تو یہ سب غلاظتیں جسم کے اندر ہی رہے اور اس طرح انسان بیمار ہو جائے۔کچھ غیر مسلموں نے افواہ اڑائی تھی کہ زمزم بہت قدیم بلکہ ہزاروں سال پرانا پانی ہے جس سے لوگ بیمار ہو سکتے ہیں چنانچہ سعودی عرب کے بادشاہ شاہ فیصل مرحوم نے دنیا کے بڑے بڑے سائنس دانوں اور پانی کے ماہرین کو بلایا اور کہا کہ اس پانی کو چیک کریں، کیسا ہے؟ سب نے یہ رپورٹ دی کہ آب زمزم سے بہتر دوسرا پانی نہیں ہے۔

پانی اگر صاف بھی ہو مگر ایسے برتنوں میں پینا جو سونے اور چاندی کے ہو ممنوعات میں شامل ہیں،

عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى ، قَالَ : " كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَائِنِ فَاسْتَسْقَى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِقَدَحِ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهِ ، فَقَالَ : إِنِّي لَمْ أَرْمِهِ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهُ فَلَمْ يَنْتَهِ وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا عَنِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ وَالشُّرْبِ فِي آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ ، وَقَالَ : هُنَّ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَهِيَ لَكُمْ فِي الْآخِرَةِ(البخاری5632)

ترجمہ: حکیم بن ابی لیلیٰ نے، انہوں نے بیان کیا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے۔انہوں نے پانی مانگا تو ایک دیہاتی نے ان کو چاندی کے برتن میں پانی لا کر دیا، انہوں نے برتن کو اس پر پھینک

مارا پھر کہا میں نے برتن صرف اس وجہ سے پھینکا ہے کہ اس شخص کو میں اس سے منع کر چکا تھا لیکن یہ باز نہ آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ریشم و دیبا کے پہننے سے اور سونے اور چاندی کے برتن میں کھانے پینے سے منع کیا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ یہ چیزیں ان کفار کے لیے دنیا میں ہیں اور تمہیں آخرت میں ملیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس ؓ سے زمزم کا پانی طلب کیا انہوں نے عرض کیا کہ اس پانی میں (جو کوئی حوض کی قسم سے پانی کے مجتمع ہونے کی جگہ تھی) سب لوگ ہاتھ ڈال دیتے ہیں۔ گھر میں صاف پانی رکھا ہوا ہے اس میں سے لاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس میں سے سب لوگ پیتے ہیں اسی میں سے پلاؤ۔ انہوں نے پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے پیا اور آنکھوں پر ڈالا پھر دوبارہ لے کر پیا اور اپنے اوپر دوبارہ ڈالا۔ (کنز)

لہٰذا صاف پانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے، اس نعمت کی قدر کرنی چاہئے، اور صاف پانی کے لئے جو ٹینکی، برتن، گلاس وغیرہ ہوتے ہیں، اس کو بھی صاف رکھنا چاہئے، چونکہ پانی اگر صاف نہیں ہوگا تو یہ ضروری امر ہے کہ اس سے ہماری صحت بڑی طرح متاثر ہوگی جو مختلف بیماریوں کی شکل میں ہمارے سامنے ہے، ڈبلیو ایس ایس پی صاف پانی کی فراہمی کے لئے 539 ٹیوب ویل چلا رہی ہے اور جہاں ضروری تھا وہاں 35 فلٹریشن پلانٹس لگائے ہیں جو صاف پانی فراہم کرتے ہیں۔

اسلام کی روشنی میں گھر اور محلے کی صفائی کے حوالے سے مسلمانوں کی ذمہ داریاں

اللہ جل وعلیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں انسان پیدا کیا اپنی بندگی کی صفت عطا فرمائی عقل و شعور دیا سارے جہاں کو ہمارے لئے پیدا کر دیا کائنات کے ذرے ذرے کو ہماری خدمت میں لگا دیا انسان کی مادی تربیت کے لئے دنیا کو اسباب تربیت کا عظیم خزانہ بنا دیا اسکے ساتھ ساتھ انسانیت کی روحانی تربیت ترقی اور عروج کے لئے انسان کو انسانیت کے اعلیٰ وار مقام پر فائز کرنے کے لئے دین اسلام کی نعمت عطا فرمائی دین اسلام کا معجزانہ دستور نازل فرمایا اور پھر اس خدائی دستور اور ضابطہ حیات کے سمجھانے اور دین اسلام پر چلنے اور اسکے قوانین و دفعات پر عمل کرنے کے طور طریقے بتائے۔

آپ ﷺ جو کہ امام الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور رسول آنے والا نہیں قرآن کریم جو کہ تمام سابقہ آسمانی کتابوں کے لئے ناسخ انکے علوم کا جامع ہے قرآن مجید نے نبی کریم ﷺ کی بعثت اور رسالت کے جو اہداف اور مقاصد بیان کئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانیت کی تربیت اور اصلاح کے لئے جو اصلاحی مشن اور پروگرام دیا ان میں سے ایک اہم مقصد اور ہدف ہے یزکیھم۔ یعنی آپ ﷺ کو دنیا میں اس لئے بطور رسول بھیجا گیا کہ وہ بندوں کا تزکیہ کرے گا قرآن تعلیمات کے ذریعے سے ان کو ہر قسم کی گندگی سے پاک اور صاف کریگا تو اس یزکیھم میں عقائد سے لیکر اخلاق تک، باطن سے لیکر ظاہر تک، افکار سے لیکر اعمال تک، اشخاص سے لیکر معاشرے تک، اجسام سے لیکر ثیاب تک، اندرون خانہ سے لیکر بلاد تک، ماحول تک اور ماحولیات کی صفائی ستھرائی اور طہارت تک داخل ہیں یہاں تک کہ اس میں نفس انسانی کی طہارت اور تزکیہ بھی داخل ہے۔ سورۃ شمس قرآن کریم کی ایک سورۃ ہے اس میں اول تا آخر نفس انسانی کی طہارت اور تزکیے کا بیان ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑی بڑی مخلوقات کو بطور گواہ پیش کر کے انتہائی اچھے انداز میں تزکیہ نفس کا بیان فرمایا بالفاظ دیگر اپنی بڑی بڑی

مخلوقات کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا (سورۃ شمس آیت نمبر 9-10 پارہ 30) ترجمہ: تحقیق سے مراد کو پہنچا جس نے اسکو سنوار لیا اور نامراد ہوا جس نے اسکو خاک میں ملا دیا اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے انسان کی کامیابی اور ناکامی کا معیار نفس انسانی کی پاکیزگی اور گندگی کو ٹھہرایا۔

دنیا کی تمام مساجد میں سے سب سے افضل مساجد تین ہیں نمبر 1 مسجد حرام، نمبر 2 مسجد نبوی، 3 مسجد اقصیٰ، انکے بعد سب سے قدیم افضل اور تاریخی مسجد، مسجد قبا ہے جس کی تعمیر میں آپ ﷺ نے بہ نفس نفیس حصہ لیا ہے جس کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے جس میں دو رکعت نماز کی ثواب ایک اعتبار سے عمرے کے برابر ہے جس میں نماز پڑھنے کیلئے آپ ﷺ ہفتے میں ایک روز پابندی سے حاضری دیا کرتے تھے جس میں نماز پڑھنے والے مسلمانوں کی فضیلت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر صفائی کی بنیاد پر بیان فرمائی ارشاد باری تعالیٰ ہے (سورۃ توبہ ایت نمبر 108 پارہ نمبر 11) ترجمہ: اس میں لوگ ہیں جو دوست رکھتے صفائی ستھرائی پاک رہنے کو اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے پاک رہنے والوں کو۔

صفائی اور پاکیزگی ہی کی خاطر شریعت کا حکم ہے کہ میلے کپڑوں میلے جسم جن سے پسینے یا دیگر آلودہ چیزوں کی بد بو آتی ہے، میں نماز پڑھنا مکروہ ہے گندے بد بودار اور آلودہ ماحول میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی کا بھی اہم مقصد یہ ہے، کہ ہمارا معاشرہ، ہماری سڑکیں، گلیاں، محلے، پارکس وغیرہ صاف ستھرے رہے، جن کے لئے اس محکمے کی خدمات قابل تعریف ہیں۔

مسجد نبوی جس کی تعمیر آپ ہی نے فرمائی آپ ہی نے اس کا سنگ بنیاد رکھا جس کی ایک نماز ایک ہزار نمازوں کے برابر ہے جس سے ہدایت اور ایمان کا نور، اسلام کی روشنی تمام عالم میں پھیلی۔ آپ ﷺ بذات خود اسکی صفائی کا نہایت اہتمام فرماتے صحابہ کرام کو اسکی صفائی کی تلقین کرتے رہتے مسجد نبوی کا ماحول آلودہ کرنے پر ناراض ہوتے۔ مسجد نبوی میں نماز پڑھنے عبادت کرنے والے صحابہ کرام کو اپنے کپڑوں جسم کی صفائی کا حکم فرماتے جمعہ کے دن جب اجتماع زیادہ ہوتا رش زیادہ ہوتا اس دن

صحابہ کرام کو خصوصیت کیساتھ غسل کرنے صاف ستھرا کپڑے پہننے اور خوشبو لگانے کا حکم فرماتے میلے کچیلے کپڑوں میں آنے پر ناراضگی کا اظہار کرتے اگر کوئی آلودگی کی چیز مسجد نبوی میں نظر آجاتی تو آپ خود اپنے ہاتھوں سے اٹھا کر پھینکتے یا صاف کر لیتے۔ جو شخص مسجد نبوی کی صفائی کا خیال کرتا آپ ﷺ اس سے بہت خوش ہوتے۔

بہت آسانی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں کی صفائی اور انکے لئے پاک صاف ستھرا ماحول کتنا اہم اور ضروری ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دو اولوالعزم انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ جہاں اور جس ماحول میں میرے بندے مختلف قسم کے عبادات ادا کرتے رہینگے کوئی طواف میں مشغول ہوگا کوئی اعتکاف میں کوئی نماز پڑھنے کی حالت میں رکوع میں ہوگا کوئی سجدہ تو آپ دونوں انکی عبادت کی جگہ اور ماحول کی صفائی کا اہتمام کریں پھر یہی حکم سید الطیبین والطاہرین محمد رسول اللہ ﷺ اور اسکی امت کیلئے بھی جاری رکھا گیا۔

محلے میں گندگی پھیلانے پر اسلامی وعیدیں

سماجی خدمت کا ایک پہلو پڑوسی ہمسائے کی ضرورت میں کام آنا اور اس کی وقتِ ضرورت نصرت و مدد کرنا ہے، اس کی دیکھ ریکھ کرنا، دکھ درد میں کام آنا ہے، انسان کا اپنے والدین اور رشتہ داروں کے علاوہ ایک مستقل واسطہ اور تعلق پڑوسیوں کے حقوق کا بھی ہے اس کی خوشگواری اور ناخوشگواری کا زندگی کے چین وسکون پر اور اخلاق کے بناؤ بگاڑ پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے، جس طرح محلے میں گند پھینکنا جو پڑوسیوں کے لئے ایک تکلیف دہ چیز بن جاتی ہے اور اس کے بعد ناخوشگوار واقعات جنم لیتے ہیں، حالانکہ جدید دور میں محلے میں گند پھیلانے سے انسانی زندگی خطرے میں پڑتی ہے، اس ضمن میں اگر مشاہدہ کیا جائے تو ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ نہ صرف ہر محلے میں بلکہ پبلک مقامات پر انسداد ڈینگی سپرے کرواتا ہے تاکہ عوام الناس کی حفاظت ہو سکے۔

اسلامی تعلیمات و ہدایات نے ''ہر انسانی شعبہ'' میں انسان کی فطرت سلیمہ کی اس قدر رعایت کی شاید تاریخ عالم میں کسی ملک و مذہب نے اس قدر رعایت و مروت کی ہو اور اخوت و مودت اور رافت و الفت کے اس طرح روشن اصول مقرر کیے کہ جس کی روشنی سے شخصی و غیر شخصی ملکی و مذہبی، کدورت و نفرت اور وحشت و ظلمت کا صفایا ہو جائے اور اس طرح کا پاکیزہ ماحول دیا کہ جس سے سارا سنسار امن و امان کا گہوارہ اور سکون و اطمینان کا مسکن بن جائے۔ (خطبات حبان)۔ محلے میں گند پھینکنے سے متعلق ایک واقعہ ہے، جس کو علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الکبائر'' میں درج کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ کا ایک غیر مسلم پڑوسی تھا اور اس کے گھر کے بیت الخلا سے ایک سوراخ ہو کر حضرت تستری رحمہ اللہ کے گھر میں نجاست آ کر گرتی۔ حضرت نے اس جگہ ایک برتن رکھ دیا، دن بھر اس میں نجاست جمع ہوتی اور رات کو آپ لے جا کر کسی دور جگہ ڈال آتے۔ یہ سلسلہ برس ہا برس جاری رہا، جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آنے لگا، تو آپ نے اس پڑوسی کو بلایا اور فرمایا کہ اس کمرے میں جا کر دیکھو کیا ہے؟ اس نے دیکھا کہ برتن ہے۔ اور اس میں نجاست گر رہی ہے۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ایک طویل عرصے

سے تیرے گھر سے اس طرح نجاست گرتی ہے اور میں دن میں جمع کر کے رات کو دور کہیں ڈال آتا تھا؛ مگر اب اس لیے بتانا پڑا کہ میری موت قریب ہے اور شاید اس جگہ آنے والا دوسرا پڑوسی ایسے اخلاق نہ برت سکے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ اے شیخ! آپ تو ہمارے ساتھ ایسا معاملہ فرمائیں اور میں کفر پر رہوں، آپ اپنا ہاتھ دیجیے کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ مسلمان ہو گیا۔(الکبائر)

گلی محلے میں گندگی ڈالنا اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرنا ہوتا ہے، جس کی بدبُو اور تعفن سے اُن کی زندگی مشکل میں پڑ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ گلی محلے کا سیوریج سسٹم خراب پڑ جاتا ہے، اسلامی تعلیمات میں ایک تعلیم یہ بھی دی گئی ہے کہ اپنے ''پڑوسیوں'' اور ''ہمسایوں'' کے ساتھ حسن سلوک کرو اور ان کے ساتھ وقتاً فوقتاً حتی المقدور انعام واحسان کرو اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں پڑوسیوں کے حقوق کو اس قدر تاکید کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ کے ایک ارشاد مبارکہ کا مفہوم ہے کہ مجھے اس بات کا خیال ہونے لگا کہ پڑوسی کو وارثین کی صف میں کھڑا کر کے وراثت کا حقدار قرار دیا جائے۔

اتنی تاکید کے باوجود گلی محلے کو صاف نہ رکھنا اپنے ہاتھوں سے بیماریوں کو دعوت دینا ہے، ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ باقاعدہ طور پر ہر گلی ہر محلے کی صفائی کرتا ہے، اس کے ساتھ کچھ اہلکاروں کی ڈیوٹی ہوتی ہے کہ وہ گھر گھر جا کر دستک دے کر اُن سے گند اکٹھا کرتے ہیں، اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ گلی محلے کو صاف رکھنے کے لئے، ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ گھر کی دہلیز پر گند لینے آئے، تاکہ گلی محلے میں کسی کو تکلیف نہ ہو،

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے پڑوسی سے مجھے بڑی تکلیف ہوتی ہے، پہلے آپ نے صبر کی تلقین کی؛ مگر جب وہ پھر شکایت لے کر آئے، تو فرمایا کہ اپنے گھر کا سامان باہر راستے پر ڈال کر وہاں بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، تو آنے جانے والے پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ تو انہوں نے لوگوں سے بتایا کہ میرا پڑوسی مجھے تکلیف دیتا ہے، میں نے اللہ کے نبی ﷺ سے شکایت کی، تو آپ نے مجھے اس طرح کرنے کا حکم دیا۔ یہ بات سن کر لوگ اس پڑوسی پر

لعنت کرنے لگے اور یہ بات اس کو پہنچی کہ میری اس طرح رسوائی ہوگئی، تو آ کر اس سے اس نے معافی مانگی اور مکان پر لے گیا اور وعدہ کیا کہ پھر ایسا نہ کروں گا۔(ابوداوٗد)

گلی محلے میں گند پھینکنا پڑوسیوں کو اذیت دینی ہے ،آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ (البخاری6018)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی عزت کرے۔

اپنے نفسوں کا محاسبہ کریں تو اس بات کا بخوبی اندازہ ہوگا کہ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں جو اس معاملہ سے کورے ہیں۔آج بھی کتنے ایسے گھر اور کتنے ایسے خاندان و بستیاں ہیں جنہیں ہمسائیگی کے حقوق کے متعلق علم ہی نہیں، اس کے باوجود گلی محلے میں گند پھینکنے سے باز نہیں آتے۔ ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ مختلف اشتہارات کے ذریعے سے بھی عوام میں شعور اجاگر کرتا ہے کہ گلی محلہ صاف رکھیں، اس سے پڑوس کے لوگ بھی خوش ہونگے اور اس نیک عمل سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی۔

شرعی نقطہ نظر سے نالیوں میں گند ڈالنے کے احکامات

سڑکوں، بازاروں، گلیوں میں جو نالیاں ہوتی ہیں، ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ اُسے صاف رکھنے کے لئے الرٹ رہتا ہے، اس کے لئے نالیوں میں مین ہولز بنائے گئے ہیں، اگر نالی بند ہوگی تو اس سے پورے علاقے کا سیوریج سسٹم متاثر ہوگا، بطور مسلم ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ کوڑا کرکٹ، گند، بالخصوص پلاسٹک کے شاپنگ بیگز ان نالیوں میں پھینکنے سے گریز کریں، جس کا نقصان نہ صرف اہل علاقہ کو اُٹھانا پڑتا ہے بلکہ انسان خود بھی تکلیف میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ چونکہ مسلمان کا ہر ظاہری و باطنی عمل پاک وصاف ہونا چاہئے، ان نالیوں میں گند پھینکنے سے نمازی حضرات کے کپڑے ناپاک ہوجاتے ہیں، ظاہر ہی ہے کہ جب نالی میں گند پھینکا جائے گا، تو وہ اُبل کر اس کا گندا اور ناپاک پانی گلیوں اور سڑکوں میں ہی آئے گا، زیادہ تر جنرل سٹورز سے خریدے گئے مختلف قسم کے پیک مصالحے چپس، بسکٹ، کولڈ ڈرنکس کی بوتلیں لوگ نالیوں میں پھینک دیتے ہیں، جس سے پانی کا بہاو رُک جاتا ہے، دین اسلام نے تو جو پانی کھڑا ہو، اس میں پیشاب کرنے سے بھی منع کیا ہے، نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے۔ (مفہوم الحدیث)۔

اگر ہم گند نالیوں میں پھینکتے ہیں تو یہ ٹارچری نالے تو سیکنڈری نالوں سے جاملتے ہیں اور سیکنڈری نالے پرائمری نالوں کو شاہی کھٹہ اور محمد زئی جیسے بڑے نالوں سے ملاتے ہیں۔ ڈبلیو ایس ایس پی اس نیٹ ورک کی دیکھ بھال، بحالی اور صفائی و تعمیر کرتی رہتی ہے۔ شہر کے زیادہ تر علاقوں کی سیوریج شاہی کھٹہ میں جا گرتی ہے۔ شاہی کھٹہ بھانہ ماڑی، آسیہ گیٹ، کاکشال، شیر شاہ سوری پل، فردوس چوک اور افغان کالونی سے گزرتے ہوئے بڈھنی نالے سے جا ملتا ہے۔ 1996ء میں بنائی گئی بڑی سیوریج لائن شیخ آباد، گلبہار نمبر 1، گلبہار نمبر 2، اسد انور کالونی، آفریدی گڑھی، اخون آباد اور پشاور فروٹ منڈی سے گزرتی ہے جو شہر کے مشرقی حصے کے علاقوں کی سیوریج کی نکاس کر رہی ہے۔ دوسری سیوریج لائن شہر میں تحصیل گورگھٹڑی سے شروع ہوتی ہے جو کریم پورہ، ہشت نگری، شاہی باغ اور چارسدہ روڈ کے بعض

حصوں سے گزر کر بڈھنی نالے میں گرتی ہے۔

ڈبلیو ایس ایس پی صفائی کے منصوبے کو حتمی شکل دیتی ہے عوام کی شکایات کے لئے 24/7 مفت کال کی سہولت دی جاتی ہے ایک اندازے کے مطابق ڈبلیو ایس ایس پی پشاور نے اس منصوبے کے تحت 640,10 ٹن فضلہ ہٹادیا۔ ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ گند اکٹھا کرنے کے لئے مختلف طریقے اور مشینری استعمال کر رہا ہے، جس میں چھوٹے رکشے، ہتھ ریڑیاں، ڈمپرز، سوزوکی ڈمپرز اور ٹرائی سائیکلیں شامل ہیں، شہر بھر میں جمع ہونے والا گند ڈمپرز، ٹرکوں اور ٹریکٹر ٹرالیوں کے ذریعے شہر سے باہر لے جایا جاتا ہے، جہاں کوڑے کو سائنسی بنیادوں پر مہارت کے ساتھ ڈھانپا جاتا ہے تاکہ ماحول اس کے مُضر اثرات سے بچ سکے۔

دین اسلام نے انتہائی باریک بینی سے ہر اُس کام سے منع فرمایا ہے جو ناحق کسی دوسرے کی تکلیف کا باعث ہو، لیکن یہ بات کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے کہ ہم لوگ ڈبلیو ایس ایس پی کی آگاہی مہم کے باوجود گند نالیوں میں پھینک دیتے ہیں، کسی سلیم الطبع شخص کے لیے ایسی گلیوں میں گزرنا جہاں نالیوں میں گند پھینکا گیا ہو، ایک شدید آزمائش سے کم نہیں ہوتا، اس صورتِ حال کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ اِن معاملات میں ہم نے دین کی تعلیمات کو بالکل نظر انداز کیا ہوا ہے، اور مشترک استعمال کے مقامات پر گندگی پھیلانے کے بعد ہمیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہم اذیّت رسانی کے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں، جس کا ہمیں جواب دینا پڑے گا، لہٰذا ہم سب کو چاہیے کہ طہارت و نظافت کا خوب اہتمام کریں۔

بڑی بڑی نالیاں آبادیوں کے قریب سے گزرتی ہیں تو لوگ عموماً اس میں نجاست اور گندگی پھینکتے رہتے ہیں یہاں تک کہ بعض گھروں سے بیت الخلاء کا پانی بھی انہی نہروں میں شامل ہوتا ہے، بسا اوقات نجاسات کے ڈھیر تک پانی میں نظر آتے ہیں، تو ہمیں چاہیے کہ نہ صرف نالی میں گند پھینکنے سے گریز کریں بلکہ یہ بڑی نالیاں جو آبادی کے قریب سے گزرتی ہیں، ان میں بھی گند نہ پھینکیں۔

تہذیب و ثقافت ہماری شناخت و علامت سمجھی جاتی ہے، مزید برآں ہم سب مسلمان ہیں، اور

اسلام تو احکامِ شرعیہ پر عمل کرنے کا نام ہے، لیکن چونکہ تہذیب و ثقافت کو ہم نے صرف کسی حد تک محدود کر کے رکھ دیا ہے، اس لیے اِس طرح کے کام کرتے وقت یعنی نالیوں میں گند پھینکتے وقت ہمیں یہ خیال بھی نہیں آتا کہ ہم کس قدر بدتہذیبی و غیر سلیقہ مندی کا ثبوت دے رہے ہیں، اور کتنے بڑے گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ گندگی اور عدمِ صفائی جہاں ایک سماجی لعنت ہے، وہیں انسانی و ماحولیاتی صحت پر بھی اس کے بڑے بُرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

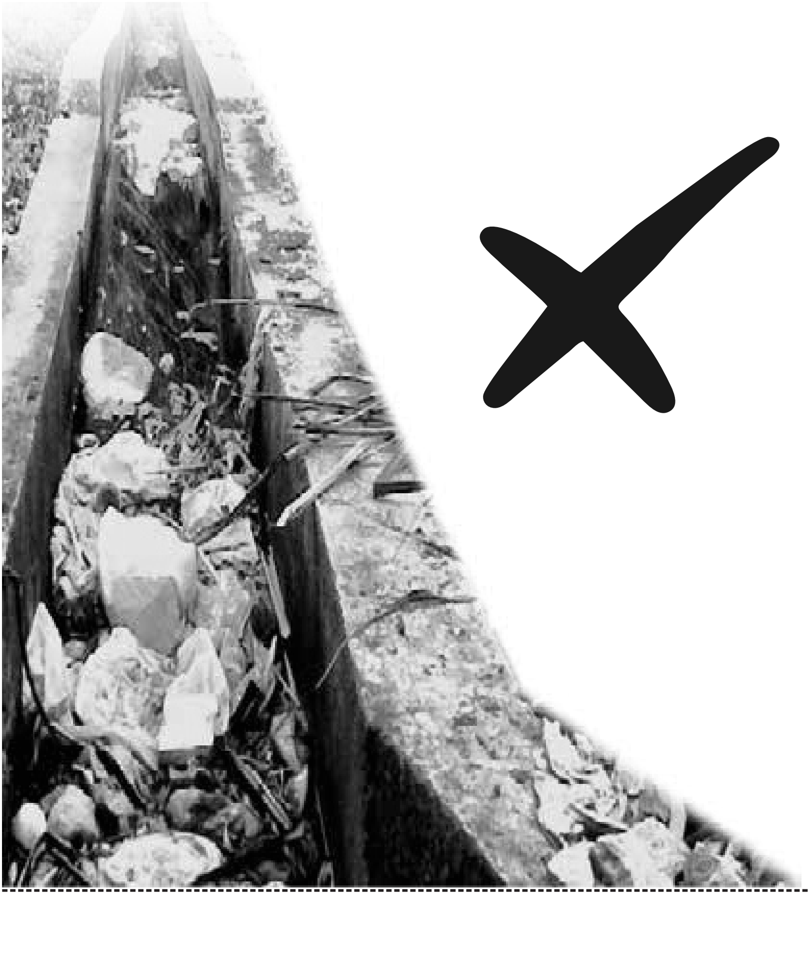

صفائی ستھرائی سے لاپرواہی کے نقصانات دین اسلام کے تناظر میں

پاکیزگی اور صفائی آدھا ایمان ہے جسم کپڑے مکان راستے محلے اور ماحول کی صفائی میں کوتاہی کرنے کیوجہ سے گندگی بدبو اور آلودگی پھیلتی ہے جس کیوجہ سے معاشرہ میں پیچیدہ مسائل اور مشکلات پیدا ہوئی ہیں مختلف قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں زہریلے جراثیم مچھر کیڑے مکوڑے وجود میں آتے ہیں جن سے مہلک وبائیں پھوٹتی ہیں مسلمان کے دین دنیا دونوں پر بُرے اثرات پڑتے ہیں۔کھانے، پینے دیگر غذائی مواد آلودگی کے زہریلے اثرات سے متاثر ہوتے ہیں۔ روزمرہ استعمال کے ضروری برتن وغیرہ ماحول کی آلودگی سے آلودہ ہوجاتے ہیں۔ماحولیاتی آلودگی سے انسانی طبیعت اور مزاج میں تھکاوٹ،بندش،اورتنگی،عدم برداشت غصہ وغیرہ پیدا ہوجاتے ہیں جو معاشرہ کے اندر جھگڑوں انتشار اور فساد کا سبب بنتے ہیں۔اور پھر پرامن بھائی چارے اخوت اور اتفاق کا معاشرہ دشمنی عداوت و اختلافات کے اندھیروں میں چلا جاتا ہے۔

ڈبلیو ایس ایس پی گندگی کنٹرول کرنے لے لئے دن رات محنت کرتی ہے ماحولیاتی آلودگی کیوجہ سے انسانی معاشرہ کے اندر قبض پیچش زکام کھانسی معدے کی تیزابیت اور گردوں کے کمزوری کے دائمی امراض پیدا ہوجاتے ہیں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے صفائی نصف ایمان ہے۔

حضرت ابوہریرہ ؓ آپ ﷺ سے حدیث روایت فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ نے ایک ہی مجلس کے اندر تین دفعہ فرمایا: الدین النصیحہ دین خیرخواہی کا نام ہے دین خیرخواہی ہے دین خیرخواہی ہے تین دفعہ تکرار سے مقصد اسکی اہمیت کا اظہار ہے اور حدیث کی اصل روح اور غرض یہ ہے کہ ایک مسلمان کی دینداری کا اصل دارومدار اس چیز پر ہے کہ اسکے دل میں خیرخواہی کا عنصر موجود ہو اسکے قلب پر اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی خیرخواہی کی کیفیت غالب ہو ہمہ وقت اسکے دل کی تمنا یہ ہو کہ میرے ہاتھ پاؤں میرے جسم میری مال اور میری زبان اور صلاحتوں سے مخلوق کو خیر پہنچے آپ ﷺ کے کہنے پر کسی صحابی نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ یعنی آپ جو فرمائے ہیں دین فقط خیرخواہی ہے تو اس سے کس کی خیرخواہی مراد

ہے آپ ﷺ نے جواب فرمایا اللہ اور اسکے رسول اور آئمہ مسلمین اور عام مسلمانوں کے خیر خواہ مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی خیر خواہی سے مراد اسکے وجود اور توحید کا عقیدہ رکھنا شرک اور کفر سے بچنا اسکے اوامر اور نواہی کی اطاعت کرنا اور رسول کی خیر خواہی سے مراد اسکی نبوت اور رسالت کا عقیدہ رکھنا اس سے حقیقی محبت کرنا اسکے لائے ہوئے دین کو قبول کرنا اس پر عمل کرنا اسکی تبلیغ کرنا اور اسکی اطاعت واتباع کرنا اور ائمہ مسلمین سے مراد حکام ہیں ان کی نصیحت کا مقصد مباح اور جائز کاموں انکی اطاعت کرنا ان کے احکام پر عمل کرنا انکی بغاوت سے بچنا اور آئمہ مسلمین سے مراد معاشرہ کے عوام الناس ہیں انکی خیر کا مقصد ہر ایک مسلمان کو ہر قسم کا خیر اور نفع وفائدہ پہنچانا جسمانی روحانی، عملی اور اخلاقی، اور مالی منافع اور فوائد پہنچانا اور ان کو اپنے ہر قسم کے نقصان شر اور ضرر سے بچانا موجودہ دور کے ماحولیاتی آلودگی سے عوام الناس کو بچانا اس کے سد باب کے لئے انتظامات کرنا آلودگی پیدا کرنے کے محرکات اور اسباب سے اجتناب کرنا انسانیت کی خیر خواہی کا ایک عظیم اور اہم ترین شعبہ ہے اور یہ ایک ایسا فائدہ اور خیر ہے جسکی افادیت انتہائی اہم اور انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی ومحیط ہے اور معاشرہ انسانی ہر حصے میں بہتر سے بہتر خیر اور بھلائی پہچانے کا ایک آسان اور موثر راستہ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو خیر خواہی کے اس اہم اور عوامی شعبہ کی اہمیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق بخشے ہر ایک مسلمان کی دلی چاہت ہوتی ہے کہ میرے اور میرے اہل خانہ کے گھر کا ماحول ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہو صاف ستھرا اور پر مزا ہو کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا کہ میرے اور میرے اہل وعیال کے محلے گلی اور گھر کے اندر کا ماحول آلودہ گندہ بدبودار ہو آلودہ ماحول کو ہر ذی شعور انسان برا سمجھتا ہے ہمارے دین ہمارے ایمان اور پیغمبر ﷺ کی تعلیمات یہی ہیں کہ جو چیز مسلمان اپنے لئے پسند کرتا ہے اسکو دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی پسند کریں اور جو چیز اپنے لئے بُرا سمجھتے ہو اسکو دوسروں کے لئے بھی بُرا سمجھو بلکہ اس کیفیت کو نبی کریم ﷺ نے کمال ایمانی کا معیار بتایا ہے اور اُمت پر واضح فرمایا کہ تم میں سے کسی کا ایمان اس کے بغیر کامل نہیں ہوسکتا ہمیں چاہیے کہ اس حدیث پاک اور اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے اس واضح پیغام کی روشنی میں جس طرح اپنے لئے صاف ستھرا

ماحول پسند کرتے ہیں دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی پسند کریں اور اس اسلامی معاشرے کو پاک صاف ماحول مہیا کرنے کی ہر سعی کریں اور جس طرح ماحولیاتی آلودگی اپنے لئے بُرا سمجھتے ہیں دوسروں کے لئے بُرا سمجھیں اور ملک شہر محلے علاقے معاشرے کے ماحول کو آلودہ کرنے والے ہر کام اور ہر محرک سے بچنے کا عہد کریں۔

ماحولیاتی آلودگی پیدا کرنے والی چیزوں سے بچنا ماحول کو صاف ستھرا رکھنے کا اہتمام کرنا اور اس حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کرنا عوام الناس کو مفید اور بہتر نفع پہنچانے ایک موثر طریقہ ہے اور رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے تم میں سے سب سے بہتر انسان وہ ہے جو دوسرے انسانوں کو نفع پہنچاتا اس حدیث میں آپ ﷺ نے صرف مسلمان کا نام نہیں لیا بلکہ اس کا لفظ ذکر فرمایا ارشارہ اس طرف کیا کہ بہتری یہ ہے کہ انسان انسانیت کو نفع پہنچائے چاہیے مذہب کے لحاظ جو بھی ہو ماحول کو آلودہ کرنے والی اشیاء راستوں شاہراؤں بازاروں میں پھینکنا ماحولیاتی آلودگی کرنے والی چیزوں کا استعمال کرنا یا ایسے کام کرنا جن سے ماحول آلودہ ہوتا ہے دو دوسرے مسلمانوں اور معاشرہ کے دیگر افراد کی تکلیف اور اذیت کا ذریعہ بنتے ہیں اور یہ چیز اسلام کے تقاضہ کے بالکل مخالف ہے اور ایک اچھے مسلمان کے اسلام اور دین پر بدنما داغ ہے۔

صفائی اہلکاروں کے ساتھ برتاؤ شریعت مطہرہ کی روشنی میں

جس طرح نکاح کے لئے مہر، عبادت کے لئے قوت، انابت الی اللہ میں یکسوئی، شانِ استغناء کا حصول، تبادلہ ہدایا کی سنت، اکرام ضیف کا نبوی طریقہ، رفاہی کام: جیسے مساجد کی تعمیر، مکاتب ومدارس کی تاسیس، ندیوں پر پلوں کا انتظام ہسپتالوں کا قیام، مال کے بغیر ناممکن، بلکہ ناممکن ہی ہے، زندگی کی چکی کا پاٹ اسی مال کے ارد گرد گھومتا ہے، مال کے بنا زندگی کا چراغ گل تو ہوسکتا ہے، لیکن جل نہیں سکتا۔ اسی طرح سڑکوں پر سبیلیں، صاف پانی کا انتظام، ماحول کی صفائی، وقت بوقت میدانوں، سڑکوں، گلیوں کوچوں کی صفائی، اڈوں کی صفائی، ہوائی اڈے، ریلوے سٹیشن ان کو صاف رکھنے کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی خدمات سرانجام دیتی ہے۔

آج کے جدید تہذیب یافتہ معاشروں میں مالک کا ملازم کے ساتھ گالی گلوچ کرنا معیوب نہیں سمجھا جاتا حالانکہ ملازم کو اس پر بڑی کوفت ہوتی ہے مگر وہ ملازمت چلے جانے کے ڈر سے دل ہی دل میں خون کے آنسو پی کر صبر کر جاتا ہے۔کسی اور سے دس گھنٹے خدمات لینا آسان کام ہے، لیکن خود ایک گھنٹہ خدمت فراہم کرنا انتہائی مشکل کام ہے، ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے اور ان کی دس سال تک خدمت کرنے والے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ”میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کی اور اللہ کی قسم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ مجھے کبھی گالی دی اور نہ مجھے کبھی اُف تک کہا۔

خدمت خلق کا یہ جذبہ آج کل کی بات نہیں ہے بلکہ صدیوں سے یہ سلسلہ چلا آرہا ہے بالخصوص حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں خدمت خلق کی زندہ مثالیں ملتی ہیں، صفائی ستھرائی سے وابستہ اہلکار نہ صرف رزق حلال کماتے ہیں، بلکہ اہل علاقہ کی صحت کا خیال بھی رکھتے ہیں، اس لحاظ سے اگر دیکھا جائے کہ اتنی کم اُجرت میں صفائی کے اہلکار جو خدمات سرانجام دیتے ہیں یقین کے ساتھ یہ قوم کی ایک بہت بڑی خدمت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم ملازموں کے قصوروں سے کتنی دفعہ در گزر کریں۔ آنحضرت ﷺ خاموش رہے اس نے پھر اسی بات کو دہرایا، رسول اللہ ﷺ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسری مرتبہ جب اس شخص نے دریافت کیا تو فرمایا "ہر روز ستر دفعہ (یعنی بکثرت در گزر کریں)۔ (سنن ابی داوٗد، 5164)

معاشرے کی صحت کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آئے، صفائی کے بہترین نظم و نسق کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی کے اہلکاروں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ویسے بھی تمام لوگوں سے حسن سلوک کا درس دیتا ہے، ان سے بدسلوکی کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے، قرآن کریم نے بنی اسرائیل کے تنزل کے اسباب میں ایک سبب یہ بھی بیان کیا ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ (المائدہ :79)

ترجمہ: وہ برائیوں سے ایک دوسرے کو باز نہ رکھتے تھے۔

ملازم کی طے شدہ اجرت کی ادائیگی بروقت کرنی چاہیے، اس میں دیر کرنا ملازم کی معاشی پریشانیوں کا باعث بن سکتا ہے۔ اسی طرح عموماً لوگ مختلف بہانوں سے ملازم کی تنخواہ میں سے کٹوتی کر لیتے ہیں جو ناجائز ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں،

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا)النساء:58)

ترجمہ: بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں ان کے سپرد کرو۔

امانت کی ادائیگی میں بنیادی چیز تو مالی معاملات میں حقدار کو اس کا حق دیدینا ہے۔ اے مخاطب! اگر تُو اخلاق رذیلہ میں گرفتار رہے گا اور اصلاح کی فکر و اہتمام میں مجاہدہ نہ کرے گا تو تیری زندگی خود دوزخ اور عذابِ سرمدی بن جاوے گی۔ اخلاقِ رذیلہ ہی دوزخ کا سرمایہ ہے اور اخلاقِ رذیلہ ہی محبوبِ حقیقی کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ جب تیری کوئی عادت جڑ پکڑ لیتی ہے تو اس بری عادت

کو دور کرنے والے ہی پر تجھے غصہ آتا ہے۔جب تیرے بُرے اخلاق کے خلاف کوئی نصیحت کرتا ہے تو تجھے اس ناصح ہی سے سخت کینہ پیدا ہو جاتا ہے۔(مثنوی مولانا روم)

شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک ملازم کو ڈانٹ رہے تھے،اس نے کہا:حضور! خطا ہوگئی معاف کر دیجیے،فرمایا تم نے ایک درجن خطائیں کی ہیں،میں کتنا بھگتوں؟ یعنی کتنا برداشت کروں تو تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس وقت پاس بیٹھے ہوئے تھے جو شیخ الحدیث مولانا ذکریا رحمۃ اللہ علیہ کے سگے چچا بھی تھے،انہوں نے شیخ الحدیث کے کان میں فرمایا کہ قیامت کے دن جتنا اپنا بھگتوانا ہو،جتنی اپنی خطاؤں کی معافی کرانی ہو اتنا یہاں بھگت لو اور اللہ کے بندوں کو معاف کر دو۔(خزائن معرفت ومحبت)

اخلاق،خلق کی جمع ہے،یہ انسانی کردار کا وہ طرز ہے جس میں انسان بغیر کسی خاص ارادہ کے بہ سہولت اپنا عمل ظاہر کرتا ہے،اور اس میں انسان کے جذبات وخواہشات کارفرما ہوتے ہیں،جو بعض وقت خراب صورت کے حامل ہوتے ہیں،ان کو اچھے انداز کا بنانا اور خراب اور ناپسندیدہ طرز سے بچانا انسان کو قابل تعریف بناتا ہے۔قرآنی ہدایات اس سلسلہ میں اعلیٰ اور پسندیدہ طرز اختیار کرنے کی تلقین کرتی ہیں،وہ انسان کی شخصی آزادی کو سلب نہیں کرتیں،بلکہ وہ انسانی معاشرہ میں انصاف اور ایک دوسرے کی ہمدردی اور رعایت کی طرف توجہ دلاتی ہیں تاکہ افراد میں اچھے کردار کا احساس فروغ پائے۔

ڈبلیو ایس ایس پی کے بعض اہلکاروں کی ڈیوٹی آدھی رات کو شروع ہوتی ہے جس میں وہ گلیوں سڑکوں وغیرہ کی صفائی کرتے ہیں،آدھی رات کو نہ صرف نیند سے جاگنا بلکہ چوروں اور لٹیروں کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے جس سے ان اہلکاروں کی جان بھی خطرے میں ہوتی ہے،لیکن اس کے باوجود یہ اہلکار اپنی ڈیوٹی میں غفلت نہیں کرتے۔بلکہ بسا اوقات تو بڑے بڑے گٹروں میں اندر جانا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ڈبلیو ایس ایس پی کے کچھ اہلکار زخمی بھی ہو جاتے ہیں،سینکڑوں جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں جبکہ بعض ان گندگیوں کو صاف کرتے ہوئے جان لیوا بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں جہاں ایک عام آدمی ایک

سیکنڈ کے لئے بھی جانا پسند نہیں کرتا وہاں یہ اہلکار اپنا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤں کریں، نیز علاقہ صاف رکھنے میں ان کی ہر ممکن مدد کریں۔

معاشرتی ترقی میں صفائی ستھرائی کا کردار اسلامی تناظر میں

ڈبلیو ایس ایس پی سمیت میڈیا بھی عوام کو صفائی کی اہمیت اور غیر صحت بخش طرز زندگی کے نقصانات کے بارے میں آگاہی دیتا ہے اسے ہمارے معاشرے میں اچھے اور غیر صحت مندانہ طریقوں پر توجہ دینی چاہیے۔ صفائی کی اہمیت کو انفرادی اور اجتماعی زندگی میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایک طرف یہ انسانی صحت اور روحانی ترقی کے لیے ایک اہم عنصر ہے۔ دوسری طرف یہ معاشرتی ترقی کے لیے ضروری ہے۔ صاف ستھرے ماحول میں ایک صحت مند سماج جنم لے گا جس کا دماغ بھی صحت مند ہوگا۔ صحت مند دماغ ہی ذلت و پستی سے نکال کر عزت و عروج کی بستی تک پہنچا سکتا ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی اسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف چیزوں جیسی بوسیدہ پائپوں کی تبدیلی، ری نیو جنریشن، بڑی نالیوں پر ڈھکن، اس کی مرمت وغیرہ کی خدمات فراہم کرتی ہے۔

نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

جو لباس تم پہنتے ہو اسے صاف ستھرا رکھو اور اپنی سواریوں کی دیکھ بھال کیا کرو اور تمہاری ظاہری شکل وصورت ایسی صاف ستھری ہو کہ جب لوگوں میں جاؤ تو وہ تمہاری عزت کریں۔ (الجامع الصغیر، از امام محمد رحمہ اللہ)

اس طرح اگر دیکھا جائے، تو میل کچیل کپڑوں والا کسی معاشرے میں جانے کا قابل نہیں رہتا، جس کے پاس کوئی گاڑی، موٹر سائیکل، سائیکل وغیرہ ہو، تو وہ اس کی صفائی ستھرائی کا خیال نہیں رکھتا، تو معاشرہ اسے قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھتا۔ اسلام میں صفائی ستھرائی کی اتنی اہمیت ہونے کے باوجود ہمارے معاشرے میں ایک تعداد صفائی ستھرائی کے معاملے میں سُستی کا شکار ہے۔ جن کا لباس، بستر، جُوتے موزے، چپل، رومال، عمامہ، چادر، کنگھی، سواری الغرض ہر وہ چیز جو ان کے استعمال میں ہوتی ہے، وہ بزبانِ حال چیخ چیخ کر پکار رہی ہوتی ہے کہ مجھے صاف کیا جائے، جو معاشرہ معاشرتی ترقی سے ہم آہنگ ہوگا وہیں معاشی ترقی بھی وقوع پذیر ہوگی اور جہاں معاشی ترقی ہوگی وہیں معاشرتی ارتقا بھی جنم

لے سکے گا۔

معاشرتی ترقی میں اسلام نے صفائی کو ایک اہمیت کا حامل ٹھہرایا ہے۔اس لیے لوگوں کو صفائی کی اہمیت سے آگاہ کرنے کے لیے شعوری کوششیں کرنے کی اشد ضرورت ہے۔اس سلسلے میں، ہمارے ایمان کی اس قیمتی قدر کو ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کا حصہ بنانے کے لیے کئی سطحوں پر سنجیدہ اقدامات کی ضرورت ہے۔جب بچّہ اس دنیا میں آتا ہے تو خون میں لَت پَت ہوتا ہے،اس کے پیدا ہونے کے بعد سے ہی اس کے ساتھ صفائی کا تعلق جُڑ جاتا ہے، پھر بچے کے سمجھدار ہونے تک اس کی صفائی ستھرائی اور اسے نفاست پسند بنانے کی ذمہ داری اس کے والدین و سرپرست ادا کرتے ہیں۔بالغ ہونے کے بعد اس پر اسلام کے کئی ایسے احکامات مثلاً نماز وغیرہ لازم ہوتے ہیں کہ جن کی بنا پر اسے اپنے جسم اور لباس کو پاک صاف رکھنا ضَروری ہے،اسی طرح انتقال کے بعد بھی شریعت میں غسل دے کر دفنانے کا حکم ہے۔معاشرتی ترقی کا انسانی خواب صرف انبیاء علیہم السلام کے طریقے پر ہی پورا ہوسکتا ہے، وہ اپنا پیغام پیش کرنے کے بعد سب سے پہلے یہی کہتے تھے"ہم تم سے اس کام کا کوئی اجر نہیں چاہتے۔" یہ معیار نبوت ہے کہ رضا کارانہ طور پر انسانیت کی خدمت کی جائے۔صفائی وستھرائی وہ معاشرتی قدر ہے جس کا تحفظ اور جس کا تسلسل ہی انسانی نسلوں کی بقا کا ضامن ہے۔

معاشرتی ترقی میں صفائی ستھرائی کا کردار اہم رہا ہے صحت کو باقی رکھنے کے لئے صفائی کا خاص خیال رکھنا پڑتا ہے، جس میں جلد سونے اور جلد اُٹھنے کی ہدایات، ورزش، جسمانی محنت، غذا میں صحت بخش اجزا کی شمولیت، خود کو بیماری سے بچانے کے لئے ممکنہ کوششیں شامل ہیں، یہ نماز، روزہ جہاں عبادت ہیں وہیں حفظان صحت کے لیے بھی کار گر ہیں۔نماز کے اوقات، وضو، قیام، رکوع اور سجود ہمیں گناہوں کے ساتھ ساتھ ہزاروں بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتے ہیں۔روزے کے طبی فوائد کو دیکھتے ہوئے کتنے ہی غیر مسلم روزوں کا اہتمام کرتے ہیں۔سادہ کھانا، کم کھانا، وقت پر کھانا، چبا کر کھانا، اسلام کی یہ ساری ہدایات اسی لئے ہیں کہ ہم کم سے کم بیمار پڑیں۔(الحفیظ اکیڈمی)۔

معاشرے کی ترقی کے لئے ضروری امر یہ ہے کہ سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہو جائے، صفائی ستھرائی کی جو شرعی حدود ہیں، ان کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر عمل کریں۔

(سنن ابی داؤد28) نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْتَشِطَ أَحَدُنَا كُلَّ يَوْمٍ أَوْ يَبُولَ فِي مُغْتَسَلِهِ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے کہ ہم میں سے کوئی ہر روز کنگھی کرے یا غسل خانہ میں پیشاب کرے۔
غسل خانے میں پیشاب سے بچنا ہی افضل ہے خواہ وہ کچا ہو یا سیمنٹ اور چپس وغیرہ سے بنا ہو کیونکہ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ پیشاب کے لیے جگہ علیحدہ بنی ہوئی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ الغرض طہارت میں بد احتیاطی کی وجہ سے وسوسہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ہر روز کنگھی سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ عام دنیا داروں کی طرح ظاہری ٹیپ ٹاپ کا بہت زیادہ اہتمام نہیں ہونا چاہیے جیسے کہ عربوں کا عام معمول تھا کہ وہ بال لمبے رکھتے تھے، البتہ سادہ انداز میں کنگھی سے بالوں کو برابر کرنا کہ انسان باوقار نظر آئے ان شاء اللہ مباح ہے۔ عام مفہوم میں کنگھی کرنے کو بھی محدثین کرام نے نہی تنزیہی پر محمول کیا ہے۔ بہر حال مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی ذاتی زیب و زینت کو روزانہ کا معمول نہ بنائے جیسے کہ ہمارے گھروں میں یہ مصیبت در آئی ہے کہ حمام میں آئینہ، کنگھا، تیل و عطر، دروازے پر آئینہ، کنگھا اور ڈریسنگ میز وغیرہ سجے رہتے ہیں۔ (فوائد و مسائل)

ہماری معاشرتی ترقی کا خواب اُس وقت پورا ہو گا جب ہم سب مل کر صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، ایک دوسرے کو صفائی کا درس دیں، بالخصوص بچوں میں صفائی کی عادت کو یقینی بنائیں تا کہ یہ بچے کل بڑے ہو کر ہمارے ساتھ معاشرے کو صاف رکھنے میں ہماری مدد کریں اور یہ چمن اور اس کے لگائے گئے پھول مرجھانے سے بچ جائیں، اور اگر صفائی ستھرائی پر توجہ نہ دی تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری آنے والی نسل پیدا ہوتے ہی مختلف بیماریوں کا شکار ہو گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہمارا معاشرہ ترقی کی بجائے زوال پذیر ہو گا۔ اور ہم اس قابل نہیں رہینگے کہ دُنیا کی ترقی میں اُن کا مقابلہ کرسکیں۔

ڈبلیو ایس ایس پی مساجد اور مدارس جیسے مذہبی ادارں میں بھی لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صفائی کی اہمیت سے آگاہ کرنے میں اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ مزید برآں معاشرے میں صفائی اور حفظان صحت کو برقرار رکھنے میں ڈبلیو ایس ایس پی کے کردار اور عزم کو نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ پالیسیاں بنانے اور انہیں نچلی سطح پر نافذ کرنے میں حکومت کی مرضی بہت اہم ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی علاقوں کی صفائی، نالوں کی بروقت صفائی، ماحول سے بدبُو ختم کرنے کے لئے مختلف قسم کے سپرے جگہ جگہ پُھول دار پودوں کو لگانے اور گندگی سے بچنے کے لئے چُست اور اہم اقدامات لیتی ہے نیز ڈسٹ بن لگانے، کچرا اکٹھا کرنے اور کوڑا کرکٹ اٹھانے کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی فوری ایکشن لیتی ہے۔

عیدین کے مواقع پر صفائی کی اہمیت کا جائزہ

عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ دونوں عیدیں مسلمانوں کے لئے خوشی کے ایام ہیں، جس طرح ہر لحاظ سے انسان صفائی ستھرائی کو پسند کرتا ہے، اسی طرح ان خوشی کے ایام میں بھی صفائی ستھرائی کا اہتمام کرنا چاہئے، ہر مسلمان چاہے وہ مقیم ہو، یا مسافر ہو، عیدین میں اپنی خوشی کا اظہار کرتا ہے، اور خوشی کے اظہار کے لئے صاف ستھرے کپڑے اور گھر وغیرہ کی صفائی انتہائی اہم ہوتی ہے۔ ڈبلیو ایس ایس پی عیدین کے ایام میں اپنی عید کی خوشی قربان کر کے عوام الناس کی خدمت میں مصروف رہتی ہے۔ عیدالفطر کے موقع پر ڈبلیو ایس ایس پی گلی محلوں، اس طرح سڑکوں کی صفائی کا اہتمام کرتی ہے، نیز سیوریج سسٹم کی بحالی ، اسی طرح نکاسی آب کا نظام چلانا اور انتظام کرنا ڈبلیو ایس ایس پی اپنی ذمہ داری سمجھتی ہے، تاکہ لوگ عید کی خوشی کے موقع پر صاف ستھرے ماحول میں عید کی خوشی منائیں۔

اسی طرح عیدین کے موقع پر غسل کرنا مستحب ہے۔

نافع مولی ابن عمر فرماتے ہیں: **أنَّ ابنَ عُمَرَ كانَ يَغتَسِلُ يومَ الفِطرِ، قَبلَ أنْ يَغدوَ إلى المُصَلّى(موطأ مالك 429)**

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ عیدالفطر کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے غسل کیا کرتے تھے۔

نیز اسی طرح ہفتہ میں ایک دن یعنی بروز جمعہ غسل کرنے کا تاکیدی حکم دیا گیا ہے۔ ایک حدیث میں ہے

حَقٌّ لِلَّهِ على كُلِّ مُسْلِمٍ أنْ يَغْتَسِلَ في كُلِّ سَبْعَةِ أيّامٍ، يَغْسِلُ رَأْسَهُ وجَسَدَهُ(مسلم 855)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ہر مسلمان پر حق ہے کہ سات دن میں ایک بار غسل کرے، جس میں اپنے سر اور جسم کو دھوئے۔ بعض احادیث میں جمعہ کے دن کی صراحت ہے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إذا جاءَ أحَدُكُمُ الجُمُعَةَ، فَلْيَغْتَسِلْ. (بخاری 877)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے لیے آئے تو چاہیے کہ وہ غسل کر لے۔

ڈبلیو ایس ایس پی نہایت منظم طریقے سے عیدین کے مواقع پر گلیوں، سڑکوں میں جھاڑو مارنا، اس طرح کوڑا کرکٹ اٹھانا اسی طرح جراثیم ختم کرنے کے لئے مساجد، عید گاہوں کے راستوں میں چونے کا استعمال کرتی ہے، اسی طرح اس کورونا وائرس کے دوران لوگوں کے لئے مساجد، مدارس، عید گاہوں، جناز گاہوں میں داخل ہوتے وقت دروازوں میں کورونا سے بچاؤ اسپرے کے لئے اقدامات کرتی ہے۔ اسی طرح اسلام نے غسل کرنے کا حکم صرف چلتے پھرتے انسانوں کے ساتھ ہی مقید نہیں رکھا ہے بلکہ موت کے بعد بھی اس کا حکم برقرار رکھا ہے؛ چنانچہ مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ میت کو نہلایا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک محرم شخص جس کی اونٹ سے گر جانے کی وجہ سے موت ہو گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا: **اغْسِلُوهُ بماءٍ وسِدْرٍ، وكَفِّنُوهُ في ثَوْبَيْنِ (متفق عليه)**

ترجمہ: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے نہلا دو اور دو کپڑوں میں کفن دو۔

دین اسلام نے نہ صرف عیدین میں بلکہ عام ایام میں بھی لباس و پوشاک اور کپڑوں کی بھی صفائی ستھرائی کا حکم دیا ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ، قُمْ فَأَنْذِرْ ، وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ، وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ، وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ (المدثر : 01''05)

ترجمہ: اے چادر اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے، اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر اور ناپاکی کو چھوڑ دے۔

پھر عیدین کے ایام مسلمانوں کے لئے خوشی کے دن ہوتے ہیں اور اس خوشی کے موقع پر مسلمانوں کے لئے ظاہری پاکیزگی یعنی کپڑے صاف ہونا، بالوں کی صفائی، مناسب زیب و زینت اختیار کرنا، خوشبو لگانا، جبکہ باطنی طور پر بھی دل کی پاکیزگی، حسد بغض، نفرت وغیرہ ختم کرنا انتہائی ضروری

ہے۔ظاہری پاکیزگی کے لئے ڈبلیو ایس ایس پی ان خاص ایام میں مصروف عمل رہتی ہے۔ا
اسی طرح عمدہ اور اچھے لباس زیب تن کرنے سے بھی اسلام نے منع نہیں کیا ہے؛ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَن كانَ في قَلْبِهِ مِثْقالُ ذَرَّةٍ مِن كِبْرٍ ، قالَ رَجُلٌ: إنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أنْ يَكونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا ونَعْلُهُ حَسَنَةً، قالَ: إنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمالَ، الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وغَمْطُ النّاسِ .(مسلم 91)

ترجمہ: جس شخص کے دل میں رتی برابر بھی غرور اور گھمنڈ ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا، ایک شخص نے عرض کیا: ہر انسان چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں اور اس کا جوتا بھی اچھا ہو، تو کیا یہ غرور اور گھمنڈ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے، غرور اور گھمنڈ یہ ہے کہ انسان حق بات کو رد کر دے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔

اسی طرح حدیث میں بھی کپڑوں کی صفائی ستھرائی پر مسلمانوں کو ابھارا گیا ہے۔

چنانچہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **أتانا رسولُ اللهِ ﷺ زائرًا في منزلِنا فرأى رجلًا شَعِثًا قد تفرَّقَ شعرُه، فقال : أما كان يَجِدُ هذا ما يُسَكِّنُ به شعرَه ، ورأى رجلًا آخرَ وعليه ثيابٌ وَسِخَةٌ، فقال : أما كان هذا يجدُ ماءً يغسلُ به ثوبَه .(سنن ابی داود 4062)**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر زیارت کی نیت سے تشریف لائے، تو آپ نے پراگندہ بال والے ایک آدمی کو دیکھا جس کے بال بکھرے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا: کیا اسے اپنے بال درست کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملتی؟ پھر آپ نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جو گندے کپڑے پہنا ہوا تھا، تو آپ نے فرمایا: کیا اسے پانی نہیں ملتا کہ اس سے اپنے کپڑے دھولے؟"۔شریعت نے نہ صرف کپڑوں کی طہارت کا حکم دیا ہے بلکہ کپڑوں کو نجس چیزوں سے محفوظ رکھنے کا بھی حکم دیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں کے پاس سے ہوا تو آپ نے فرمایا:

عن ابن عباس، قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم على قبرين، فقال:" إنهما يعذبان وما يعذبان في كبير، اما هذا فكان لا يستنزه من البول، واما هذا فكان يمشي بالنميمة، ثم دعا بعسيب رطب، فشقه باثنين، ثم غرس على هذا واحدا وعلى هذا واحدا، وقال: لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا"، قال هناد: يستتر مكان يستنزه. (مسلم 677)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا گزر دو قبروں پر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قبر میں مدفون) ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے اور کسی بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں، ان میں سے یہ شخص تو پیشاب سے پاکی حاصل نہیں کرتا تھا، اور رہا یہ تو یہ چغل خوری میں لگا رہتا تھا" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تازہ ٹہنی منگوائی، اور اسے بیچ سے پھاڑ کر دونوں قبروں پر ایک ایک شاخ گاڑ دی پھر فرمایا" جب تک یہ ٹہنیاں خشک نہ ہوں شاید ان کا عذاب کم رہے"۔ ھناد نے »یستنزہ« کی جگہ »یستتر (پردہ نہیں کرتا تھا) ذکر کیا ہے۔

کپڑوں کو خوشبو دار رکھنے کے لیے عطر کا استعمال کرنا چاہئے کیوں کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے، آپ نے فرمایا:

حُبّبَ إِلَيَّ مِنْ دنياكُم النّساءُ والطيبُ وجُعِلَتْ قرةُ عينِي في الصّلاةِ.(النسائى 3939)

ترجمہ: دنیا کی چیزوں میں سے عورتیں اور خوشبو میرے لیے محبوب بنا دی گئی ہیں اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

خلیجی ممالک سے تعلق رکھنے والے لوگ خوشبویات میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے

پاس ہر موقع کی مناسبت سے خوشبو موجود ہوتی ہے۔ عید کے لیے بھی مخصوص عطر شامل ہوتے ہیں۔ سعودی شہری عید الفطر کے موقع پر تین ارب ریال (نو سو ملین ڈالر) خرچ کر رہے ہیں۔ اس موقع پر لوگوں کا خوشبویات کی بڑی دکانوں طرف خاص رجحان رہتا ہے۔ یہ دکانیں اب 20 سے 30 فیصد تک رعایت دے رہی ہیں۔ (اردو نیوز)

دنیا میں قومیں اپنے اجتماعی رویے سے پہچانی جاتی ہیں۔ ہماری سڑکوں پر چلتی ٹریفک، ہمارے پبلک ٹوائلٹس میں صفائی ستھرائی، ہوائی اڈوں، ریلوے اسٹیشنز اور بس اسٹاپس پر لائن بنانا، دفاتر میں عوام کے ساتھ ہونے والا سلوک، ماحولیاتی آلودگی کے بارے میں ہماری حساسیت، قانون کی پاسداری اور دیگر اجتماعی رویے ہماری پہچان ہیں۔ عید کے ایام میں ہم ان باتوں پر عمل کرنے سے قاصر ہوتے ہیں، بحیثیت مسلمان ان باتوں پر عمل کرنا ہماری ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم عیدین کے مواقع پر ایک ذمہ دار شہری بنیں اور ہر ممکن کوشش کریں، کہ تزکیہ نفس کے ساتھ ساتھ اپنی ذمہ داری کو بھی نبھائیں، عیدین چونکہ ہماری اجتماعی خوشی کے ایام ہوتی ہیں، ڈبلیو ایس ایس پی کے عملے سے تعاون کے ساتھ ساتھ اجتماعی طور پر ہمیں صفائی ستھرائی کا خیال رکھنا چاہیئے۔

عیدالضحیٰ میں قربانی کی آلائشیں اور باقیات کی تلفی کے حوالے سے اسلامی احکامات

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر ِاسلام میں سے ہے ۔زمانہ جاہلیت میں بھی اس کو عبادت سمجھا جاتا تھا،مگر بتوں کے نام پر قربانی کرتے تھے،اسی طرح آج تک دوسرے مذاہب میں قربانی مذہبی رسم کے طور پر ادا کی جاتی ہے ۔بتوں کے نام پر یا مسیح کے نام پر قربانی کرتے ہیں ۔سورۃ کوثر میں اللہ تعالے نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا ہے کہ جس طرح نماز اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی،قربانی بھی اسی کے نام پر ہونی چاہئے ۔(جواہر)

قربانی کے جانوروں کونمود وریا کے لئے گلیوں میں کھڑا کرنا بھی گناہ ہے،بلکہ اس سے صفائی کا نظام بھی متاثر ہوتا ہے،اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (الانعام: 162)

ترجمہ: کہہ دیجئے ، بیشک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے ۔

مسلمان کا جینا، مرنا اور عبادت و ریاضت سب کچھ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کیلئے ہونا چاہیے ۔زندگی اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا کے کاموں میں اور جینے کا مقصد اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے دین کی سربلندی ہو ۔یونہی مرنا حالت ِ ایمان میں ہو، یونہی عبادت کا شرکِ جلی سے پاک ہونا تو بہرحال ایمانیات میں داخل ہے،عبادت شرک خفی یعنی ریاکاری سے بھی پاک ہو اور خالصتاً اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رضا و خوشنودی کیلئے ہو ۔

عیدالاضحیٰ میں سنت ابراہیمیؑ کے بعد قربانی کے جانوروں کی باقیات کو ٹھکانے لگانا وقت کی اہم ضرورت ہوتی ہے ہر سال عیدالاضحیٰ کے موقع پر ڈبلیو ایس ایس پی کی جانب سے صفائی ستھرائی کا

خاص خیال رکھا جاتا ہے، ایک ٹیلی فون کال پر انتظامیہ کی جانب سے گلی محلے میں پڑی آلائشوں کو فوری اٹھا لیا جاتا ہے جو ڈبلیو ایس ایس پی کی جانب سے خوش آئند اقدام ہے۔ آلائشوں کو فوری ٹھکانے لگانا ضروری ہے تا کہ تعفن اور گندگی کے باعث پیدا ہونیوالی بیماریوں اور سب سے بڑھ کر شہریوں کو ذہنی اذیت سے بچایا جائے۔ جاہلیت کے دور میں کافر لوگ قربانی کے جانوروں کی خون سے کعبہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اسے ایک نیکی کا کام سمجھتے تھے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْؕ-كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْؕ-وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ

(الحج :37)

ترجمہ: اللہ کے ہاں ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، البتہ تمہاری طرف سے پرہیزگاری اس کی بارگاہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح اس نے یہ جانور تمہارے قابو میں دیدیئے تا کہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت دی اور نیکی کرنے والوں کو خوشخبری دیدو۔

دورِ جاہلیّت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اسے قرب کا سبب جانتے تھے، جب مسلمانوں نے حج کیا اور یہی کام کرنے کا ارادہ کیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہرگز نہ ان کی قربانیوں کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، البتہ تمہاری طرف سے پرہیزگاری اس کی بارگاہ تک پہنچتی ہے اور قربانی کرنے والے صرف نیت کے اِخلاص اور تقویٰ کی شرائط کی رعایت کر کے اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں (مدارک)

عید الضحیٰ میں قربانی کے اس مذہبی فریضہ کی ادائیگی کے بعد قربان کئے ہوئے جانور کی باقیات مثلاً خون، اوجھڑی، انتڑیاں، ہڈیاں اور دیگر فضلے وغیرہ کو مناسب طریقہ سے ٹھکانے لگانا نہ صرف ہمارا قومی فرض بلکہ مذہبی ذمہ داری بھی ہے۔ اس گندگی کو گھروں کے سامنے یا میدانوں میں کھلا چھوڑتے وقت ہمیں یہ احساس ہونا چاہیئے کہ قربانی جیسے عظیم کارِ ثواب کی ادائیگی کے بعد اس حرکت سے ہم

لوگوں کی صحت کو نقصان پہنچانے کا سبب بن رہے ہیں ان آلائشوں سے مختلف قسم کی بیماریاں پھیلتی ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ ہم لوگ گناہ کے مرتکب بھی ہو رہے ہیں۔ ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے صفائی کی کس سختی سے تاکید فرمائی ہے۔

عید سے پہلے ہی جانوروں کے فضلات، گلی، سڑکوں اور میدانوں میں پڑے رہتے ہیں، ان آلائشوں میں مختلف بیماریاں پیدا کرنے والے جراثیم بہت تیزی سے پرورش پاتے ہیں۔ اس کے ساتھ مکھیاں و دیگر حشرات بھی ان آلائشوں پر پرورش پاتے ہیں۔ یہ جراثیم ان مکھیوں وغیرہ کی ٹانگوں اور بدن سے چمٹ جاتے ہیں اور جب یہ کسی بھی خوراک کی چیز سے چمٹ جائیں تو جراثیم کو اس خوراک میں منتقل کر دیتے ہیں اور پھر جب کوئی شخص یہ خوراک کھالے تو یہ اس میں بیماری کا سبب بن جاتے ہیں۔ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے بعد ہم جانوروں کی آلائشیں اور دیگر بے کار اجزاء کھلے عام پھینک دیتے ہیں جو تعفن کے ساتھ ساتھ بے شمار بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ان اشیاء کو خود پھینکنے کی بجائے ڈبلیو ایس ایس پی کی مقرر کردہ ٹیم کے حوالے کریں تاکہ وہ انہیں تلف کر دیں۔

بعض لوگ قربانی کے بعد جانوروں کے چمڑے گلیوں اور میدانوں میں پھینک دیتے ہیں، جس سے بدبو کے ساتھ ساتھ ایک تعفن پھیلتا ہے، حالانکہ قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مصلیٰ بنالیا جائے یا چمڑے کی کوئی چیز ڈول وغیرہ بنوالیا جائے، یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں، بلکہ صدقہ کرنا اس کا واجب ہے۔ (درمختار مع شامی)

جانوروں کی ان آلائشوں اور باقیات سے سب سے بڑھ کر ہم اپنے پڑوسیوں کو تکلیف دیتے ہیں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

وعن أَبي هريرة رضي الله عنه: أَن النَّبيَّ ﷺ قَالَ: »واللَّهِ لا يُؤْمِنُ، واللَّهِ لا يُؤْمِنُ، واللَّهِ لا يُؤْمِنُ« ، قِيلَ: مَنْ يا رسولَ اللَّهِ؟ قَالَ: »الَّذي لا يأْمنُ جارُهُ بَوَائِقَهُ (مشكوة المصابيح 4912)

ترجمہ: اللہ کی قسم وہ کامل مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ کامل مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ کامل مومن نہیں، صحابہ نے دریافت کیا: کون یارسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہ ہو۔

اکثر قربانی جیسے اہم فریضہ ادا کرنے کے بعد یہ مشاہدے میں آیا ہے کہ لوگ ہڈیاں، انتڑیاں وغیرہ نالیوں میں پھینک دیتے ہیں جس سے نہ صرف اہل محلہ تکلیف میں پڑتے ہیں بلکہ پورے علاقے کا سیوریج سسٹم متاثر ہوتا ہے ہم ہزاروں لاکھوں روپے صرف کر کے جانور خریدتے ہیں اگر تھوڑے سے پیسے مزید خرچ کر کے قربانی سے پہلے انکوگلیوں میں باندھ کر سارے علاقے کو گوبر زدہ کرنے کی بجائے انہیں کسی محفوظ جگہ پر باندھیں اور ان کی دیکھ بھال کا خیال رکھیں تو ہم زیادہ نیکیاں حاصل کر سکتے ہیں۔ ڈبلیو ایس ایس پی قربانی ادا کرنے سے پہلے مختلف ذمہ داران کے موبائل نمبرز اور پوسٹر کے ذریعے تشہیر کرتی ہے کہ آلائشوں کو ٹھکانے لگانے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں، تعاون کا مطلب یہی ہے کہ اگر کسی جگہ گند دیکھا جائے تو اسے اطلاع کی جائے، لیکن اس کے باوجود ان احکامات کو ہم نظرانداز کرتے ہیں اور ڈبلیو ایس ایس پی کے اہلکار دن رات محنت کر کے یہ خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

یاد رکھئے ڈبلیو ایس ایس پی ہر سال قربانی کے جانوروں کی آلائشوں و باقیات کو محفوظ جگہ ٹھکانے لگانے کے لئے مکمل انتظامات کرتی ہے مگر یہ کاوشیں تب کارآمد ہوتی ہیں جب شہری اپنی ذمہ داری کا احساس کرے اور ڈبلیو ایس ایس پی کے ساتھ آلائشوں اور باقیات کو محفوظ طریقے سے ٹھکانے لگانے میں تعاون کرے۔

ادارہ جاتی صفائی کا تجزیاتی مطالعہ

صفائی ستھرائی انتہائی اہمیت کی حامل ہے اسکول مدرسہ، کالج، دفتر وغیرہ کو صاف رکھنا صرف دربان کا کام نہیں ہے۔ اپنا حصہ ڈال کر تعاون کرنے سے، آپ اپنے اسکول مدرسہ، کالج، دفتر وغیرہ کی شکل پر فخر کرنے لگیں گے اور آپ جس ماحول میں جاتے ہیں اس کا خیال رکھتے ہوئے آپ بہت کچھ سیکھیں گے۔ روزانہ کی بنیاد پر چھوٹے چھوٹے اقدامات اٹھائیں، یا صفائی ستھرائی کی کوششوں میں حصہ لیں۔ اپنی پسند کے مطابق کریں، لیکن اسے صاف رکھنے میں مدد کریں۔ ڈبلیو ایس ایس پی کی وہ سرگرمیاں جو کوڑا کرکٹ کو تلف کرنے یا ٹھکانے لگانے سے متعلق ہوں، بشمول کوڑا کرکٹ اکٹھا، جمع کرنا اور براہ راست لینڈفل سائٹ تک لے جانا، گندہ پانی کے ٹریٹمنٹ پلانٹ سے نیم ٹھوس کچرا، انسی نریٹر سے رہنے والا کچرا، ہاد یا دیگر مادہ جو گندگی تلف کرنے والے پلانٹس سے پیدا ہوتا ہو جو مستقبل میں مزید استعمال کا نہ ہو۔

ایک چائے کا چمچ کیسٹیل صابن کو 60 ملی لیٹر پانی میں بٹ جانے والی پانی کے ساتھ ایک سپرے کی بوتل میں ملانے کی کوشش کریں۔ اب آپ نے ایک اچھا منصوبہ تیار کرلیا ہے۔ اگر آپ کو منصوبہ تیار کرنے کا اختیار مل سکتا ہے تو پوچھیں کہ کیا اس میں ٹاسک فورس کا اعلان کرنے والے اسکول کے چاروں طرف پوسٹر لگانا شامل ہے۔ آپ اس پروگرام کا اعلان کسی اسمبلی میں، یا صبح کے نوٹس کے ساتھ کرسکتے ہیں۔ الفاظ کے منہ سے اشتہار دینے کی طاقت کو ضائع نہ کریں۔ اپنے دوستوں سے کہیں کہ وہ مدد کے لئے تیار اور دوسرے طلبا کو تلاش کرنے میں آپ کی مدد کریں۔ ان سے کہیں: ہم ہفتے کے روز اسکول میں ڈیل کرنے کے لئے ملنے جارہے ہیں، جس طرح ڈبلیو ایس ایس پی صفائی مہم کی آگاہی کرتی ہے، اسی طرح ہم ادارہ جاتی طور پر صفائی مہم کا آغاز کرسکتے ہیں۔ بیمار ہونے سے بچنے کے لئے، ردی کی ٹوکری کو خالی کرتے وقت گندا نیپکن چھونے سے گریز کریں۔ ڈسپوزایبل دستانے پہنیں، یا کام کے بعد اپنے ہاتھوں کو صابن اور پانی سے اچھی طرح دھوئے۔

ڈبلیو ایس ایس پی کا جامعہ پشاور میں آرٹ مقابلے کا اہتمام ہوا، تاکہ ادارجاتی صفائی کا بھی اہتمام ہو سکے، اور بالخصوص طلباء و طالبات میں صفائی ستھرائی کا شعور اجاگر ہو۔ اگر آپ جاپان کا پہلی بار دورہ کر رہے ہیں تو سب سے پہلے جو چیز آپ کی توجہ حاصل کرے گی وہ ہے جاپان کی صفائی۔ آپ دیکھیں گے نہ تو جاپان کی گلیوں میں کوڑے دان ہیں اور نہ ہی صفائی کرنے والے نظر آئیں گے۔ آخر جاپان کی صفائی کا راز کیا ہے؟ طالبعلم دن بھر کی پڑھائی کے اختتام پر اپنے بستے ڈیسک پر رکھ کر بیٹھے ہیں اور اس انتظار میں ہیں کہ دن بھر کی پڑھائی کے بعد چھٹی ملے گی اور وہ گھر جائیں گے۔ وہ اپنے استاد کی ہر بات کو دھیان سے سن رہے ہیں جس نے ابھی کچھ اعلانات کرنے ہیں۔ ٹیچر کا اعلان شروع ہوتا ہے: 'آج کا صفائی کا روسٹر کچھ ایسے ہے۔ پہلی اور دوسری لائن کلاس روم کی صفائی کریں گی، تیسری اور چوتھی لائن راہداری اور سیڑھیوں کی صفائی کریں گی اور پانچویں لائن ٹوائلٹ صاف کرے گی۔ پانچویں لائن سے کچھ چوں چراں کی آوازیں آتی ہیں لیکن طالبعلم کلاس روم کی الماری میں سے صفائی کا سامان اٹھا کر ٹوائلٹ کی صفائی کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں۔ یہ منظر کسی ایک سکول کا نہیں ہے بلکہ پورے ملک کے سکولوں میں ایسا ہی ہوتا ہے۔

جو لوگ پہلی مرتبہ جاپان آتے ہیں وہ یہاں صفائی کی صورتحال دیکھ کر بہت حیران ہوتے ہیں۔ ان کے مشاہدے میں آتا ہے کہ گلیوں میں نہ تو کوڑے دان ہیں اور نہ ہی صفائی کرنے والے جھاڑو لگا رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر ان کے ذہن میں ایک ہی سوال ابھرتا ہے کہ جاپان اتنا صاف ستھرا کیسے ہے؟

اس سوال کا آسان جواب تو یہ ہے کہ جاپان کے رہائشی خود اپنے ملک کو اتنا صاف رکھتے ہیں۔ ہیروشیما پریفیکچر کی حکومت کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائیکو ایوا نے کہتے ہیں کہ پرائمری کلاس سے لے کر ہائی سکول تک 12 برسوں میں طالب علموں کے لیے صفائی روز کا معمول ہے۔ ہمارے گھروں میں والدین تلقین کرتے ہیں کہ اپنی اشیا اور اپنی جگہوں کو صاف نہ رکھنا بری بات ہے۔

معاشرتی شعور اور سکول کے نصاب کی وجہ ہمارے بچوں میں صفائی کے بارے میں آگاہی پیدا ہوتی ہے اور وہ اپنے ارد گرد کے ماحول سے محبت کرتے ہیں۔کون چاہتا ہے کہ اس کا سکول گندہ ہو جسے انہوں نے خود صاف کرنا ہے۔

جاپانی زبان کی ایک مترجم چیکا ہیاشی کہتی ہیں ''بعض اوقات میں سکول میں صفائی نہیں کرنا چاہتی ہوں لیکن پھر میں اس پر راضی ہو جاتی ہوں کیونکہ یہ ہمارے سکول کا معمول ہے۔میں سمجھتی ہوں کہ سکول کی صفائی اچھی چیز ہے کیونکہ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ ہم جن چیزوں اور جگہوں کا استعمال کرتے ہیں انہیں صاف رکھنا کتنا ضروری ہے''۔

جب طالبعلم سکول آتے ہیں تو انہیں اپنے جوتے لاکر میں رکھ کر ٹرینر پہننے ہوتے ہیں۔ گھروں میں بھی لوگ گلی میں پہنے جانے والے جوتوں گھر کے سامنے والے حصے میں اتار دیتے ہیں۔حتیٰ کہ گھروں میں جو لوگ کام کے لیے آتے ہیں وہ بھی اپنے جوتے اتار کر جرابوں پر کچھ پہن لیتے ہیں۔ جب سکول کے بچے بڑے ہوتے ہیں ان کا یہ خیال پختہ ہو چکا ہوتا ہے کہ کلاس روم کے علاوہ ان کا پڑوس،ان کا شہر اور ان کا ملک بھی ان کی ذمہ داری ہے۔

جاپانی کھلاڑی اپنے ڈریسنگ روم کو بھی اتنا صاف رکھتے تھے کہ فیفا کے جنرل کو آرڈی نیٹر پریسلا جینسن نے ٹویٹ کیا''دوسری ٹیموں کے لیے کیا بہترین مثال ہے۔مائیکو ایوا نے کہتے ہیں کہ ہم جاپانیوں کو اس بات کا بہت خیال رہتا ہے کہ لوگ ہمارے بارے میں کیا سوچتے ہیں اور اگر ہم نے صفائی نہ کی تو لوگ کیا کہیں گے''۔

''ہم نہیں چاہتے کہ لوگ سوچیں کہ ہم برے لوگ ہیں اور ہماری اتنی بھی تعلیم و تربیت نہیں ہے کہ ہم اپنی جگہ کو صاف کر لیں۔''

سگریٹ نوشوں سے کہا جاتا ہے کہ اپنی ایش ٹرے ساتھ لے کر آئیں اور ایسی جگہ سگریٹ نوشی کریں جس سے دوسرے متاثر نہ ہوں۔

جاپانی بچے ہر ماہ ایک بار رضا کارانہ طور پر اپنے سکول کی قریبی گلیوں کی صفائی کرتے ہیں۔
جاپان میں صفائی سے متعلق آگاہی ہر طرف ہے۔صبح آٹھ بجے ہر دفتری ملازم یا دوکاندار اپنے اردگرد صفائی کرتا ہے۔

محلے دار باقاعدگی سے اپنی گلیوں کی صفائی کے ایونٹ کا انتظام کرتے ہیں حالانکہ جاپان کی گلیاں عام طور پر بہت صاف ہوتی ہیں اور لوگ کوڑا کرکٹ گلی میں پھینکنے کی بجائے گھر لے آتے ہیں۔حتیٰ کہ جاپان کی اے ٹی ایم مشینوں سے ایسے صاف ستھرے نوٹ نکلتے ہیں جیسے کپڑوں پر کلف لگی ہو۔

لیکن نوٹ گندے ہو جاتے ہیں اسی لیے جاپانی نوٹ کسی شخص کے ہاتھ میں نہیں تھماتے۔ دکانوں، ہوٹلوں حتیٰ کے ٹیکسیوں میں بھی جب ادائیگی کی جاتی ہے تو کرنسی نوٹس کو ایک ٹرے میں رکھا جاتا ہے اور وہاں سے دوسرا شخص نوٹ اٹھاتا ہے۔

جب لوگوں کو زکام ہو جاتا ہے تو وہ سرجیکل ماسک پہنتے ہیں تاکہ دوسرے لوگ اس سے متاثر نہ ہوسکیں۔اگر ڈبلیو ایس ایس پی کا عملہ دیکھا جائے تو نہ صرف کورونا وائرس میں بلکہ اس سے پہلے بھی وہ سرجیکل ماسک پہننے کا اہتمام کرتا رہے،اس طرح نہ صرف دوسرے لوگ زکام سے محفوظ رہتے ہیں بلکہ علاج پر اٹھنے والے اخراجات اور وقت کا ضیاع بھی بچ جاتا ہے۔

صفائی اور پانی سے متعلق شکایات یا معلومات
کیلئے ڈبلیو ایس ایس پی کی ہیلپ لائن پر رابطہ کریں

WSSP Clean Healthier Peshawar

unicef for every child

واٹر اینڈ سینی ٹیشن سروسز پشاور

wsspofficalpage   wsspoffical   WSSP Peshawar

Address: LCB Building Phase-7,Hayatabad, Peshawar
Tel:+92-91-9219098 I Fax: +92-91-9219097 I 24/7 Help Line: 1334
info@wssp.gkp.pk I www.wsspeshawar.org.pk